

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

البدر 2019ء



سرپرست اعلیٰ ڈائریکٹر۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

نگران ڈاکٹر شاہدہ پروین

معاون نگران ڈاکٹر سعدیہ گلزار

مجلس ادارت

مدیر: عبدالوحید اسد

مدیرہ: ارحم احسان

نائب مدیرہ: فروا اعجاز

معاون مدیرات: ویشا حفیظ، ثمرہ شفیق، مانندہ یوسف، حمند خان

ادارہ علوم اسلامیہ ،

پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

فہرست

اداریہ	7
اداریہ	9
اداریہ	11
حمرباری تعالیٰ	13
دعا	15
نعت شریف	16
ہدی للناس	17
عَدْل وَاِحْسَان	18
رحمت للعالمین	21
رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی از ڈاکٹر نور محمد غفاری پر تبصرہ	22
نبی ﷺ کے متروکات	26
فضائل صحابہ و صحابیات	29
عبدالرحمن بن صخر الدوسی الیمانیؒ کا مختصر تعارف	30
تعلیم و تحقیق	36
اہل کتاب کے کھانے کی حلت و حرمت: تفسیری ادب کا مطالعہ	37
حرمت شراب اور اس کے برتن	41

- 48 دجال کون ہوگا احادیث کی رو سے
- 51 قیامت کی علامات و واقعات
- 53 الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللَّهِ
- 57 کیا قرآن بیوی کو مارنے کا حکم دیتا ہے ؟
- 60 یہود و نصاریٰ کی خرابیاں سورۃ المائدہ کی روشنی میں
- 64 حکمت و دانائی
- 65 تکلیفیں خدا کی رحمت
- 67 حجاب --- !!
- 70 مسلمانوں کا رویہ
- 71 وبالوالدین احسانا
- 73 سایہ شفقت
- 74 ناکامی آخر کب تک --- کب تک سے جب تک
- 76 نیرنگ خیال
- 77 اگر ہمارے ادارے میں ڈوریمون آئے تو
- 78 بنتِ حوا
- 79 فتحِ مبین کا راز مستر
- 82 سنہرے اقوال
- 83 اقوال زریں

- 84 اقوال زریں
- 85 انمول موتی
- 86 کچھ یادیں کچھ باتیں
- 87 میم طاہرہ بشارت کے ریٹائرمنٹ کے حوالے سے
- 88 افقِ نظم و غزل
- 89 بیٹیاں
- 89 بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں
- 90 غزل
- 91 چوڑیاں اور لڑکیاں
- 92 میرا باپ کم نہیں میری ماں سے
- 93 حالِ دنیا
- 96 ماں دی ماں
- 97 پنجابی نظم
- 99 حسد
- 100 غزل
- 101 اف یہ لڑکیاں
- 102 غزل
- 103 سورہ نور پر نظم تم ایک لڑکی ہو

- 106 غزل
- 107 غزل
- 108 کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے
- 109 نم آلود آنکھیں۔۔۔
- 110 ماں
- 111 مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا
- 112 نظم ----- آہ جب میں مر جاؤں گی
- 113 ہندو، بکر عید اور کشمیر (نظم)

اداریہ

البدر 2019ء اساتذہ کے پیغامات، طلبہ و طالبات کی ادبی اور تحقیقی تحریروں پر مشتمل ہے۔ اس شمارے کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں جس کی تائید و نصرت اور توفیق سے اس ذمہ داری سے سرخرو ہوئی۔

ادارہ علوم اسلامیہ میں 2018ء میں ڈین فیکلٹی پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت اپنی منصبی ذمہ داریوں کو بطریق احسن سرانجام دے کر سبکدوش ہوئیں۔ پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی نے اس اہم عہدے کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صلاحیتوں اور وقت میں برکت عطا فرمائے تاکہ وہ ادارے کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ ڈاکٹر شاہدہ پروین نے اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد سے جبکہ ڈاکٹر عاصم نعیم نے ملائیشیا سے پوسٹ ڈاکٹریٹ مکمل کی۔ البدر کی ٹیم ان کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔ نیز ڈاکٹر شاہدہ پروین ہیڈ آف سیرت چنیر کی ذمہ داریاں بھی پوری لگن اور اخلاص سے نبھا رہی ہیں۔ ان کی اس اہم ذمہ داری کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ کا انٹرویو بھی البدر 2019ء کی زینت بنایا گیا ہے۔

عزیز طلبہ و طالبات ادارے کی ترقی میں آپ کا کردار نہایت اہم ہے۔ وقت انتہائی قیمتی ہے اس کی قدر کیجیے۔ اسلام میں تضرع وقت ناپسندیدہ ہے۔ آپ کی زندگی کے مقاصد اور ان کی ترجیحات واضح ہونی چاہیں۔ اللہ پر مکمل توکل کرتے ہوئے اخلاص، لگن اور محنت کو اپنی زندگی کا شعار بنائیے۔ ان شاء اللہ زندگی میں کسی بھی مقصد کا حصول ناممکن نہیں ہو گا۔ لیکن دنیاوی ترقی کے ساتھ اخروی فلاح کو فراموش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں ہی حقیقی فلاح پوشیدہ ہے۔

البدر 2019ء کی اشاعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، پروفیسر ڈاکٹر سعد صدیقی کی سرپرستی اور بھرپور تعاون، ڈاکٹر حافظہ شاہدہ پروین اور ڈاکٹر حافظ عثمان احمد کی بھرپور توجہ، تعاون اور مشاورت سے البدر کی اشاعت ممکن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے (آمین)۔ میں مدیر، مدیرہ اور معاون مدیریت کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس شمارے کی تیاری میں انتہائی محنت اور لگن سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ البدر

کے معاونین کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)۔ آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور قارئین کے لیے نافع بنائے (آمین)۔

ڈاکٹر سعدیہ گلزار

اداریہ

تیری روح میں سناٹا ہے اور مری آواز میں چپ
تو اپنے انداز میں چپ ہے میں اپنے انداز میں چپ

(عباس تابش)

یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بے چینی واضطرابی انسان کی سرشت میں ودیعت کی گئی ہے، اس کی فطرت میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

الابذكر الله تطمئن القلوب

سن لو دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے

روز اول سے ہی انسان، جب اس کی تخلیق کی عمارت کھڑی کی جا رہی تھی تو فرشتے سوالات اٹھائے اللہ کے حضور عرضی کر رہے تھے کہ اللہ انسان۔۔۔؟؟ انسان کی پیدائش جو زمین میں فساد پھیلاتے پھرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دے کر افضل بنادیا اور فرشتے آدم خاکی کو سجدہ کرنے لگے۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔ انسانوں کے حالات پت نظر کریں تو کسی بے ترتیب پگڈنڈی کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔۔۔ ذاتِ انسانی کئی حصوں میں بٹی دکھائی دیتی ہے۔۔۔ سکون ڈھونڈتے ڈھونڈتے انسان اوجِ ثریا کی پرواز بھرتا ہے تو پھر کہیں زمین کی گہرائیوں میں دھنس جاتا ہے۔۔۔ لیکن پیروں میں جڑی بے چینی کی سنگلاخ بیڑیاں کھلتی ہی نہیں۔۔۔ زمانہ بھر کی گرد چھاننے کے بعد بھی آنکھوں پر اٹی ہوئی گرد بٹتی ہی نہیں اور حصے میں تنہائی کا آسیب ملتا ہے۔۔۔ پھر لگتا ہے وہ قفس جس کے اندر ہم مقید ہیں ہماری اپنی ذات ہے۔۔۔ وہ سوال جو فرشتوں نے اللہ سے پوچھا تھا آج انسان خود اللہ کے سامنے لئے کھڑا ہے۔۔۔

اگر مقصود کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے

مرے ہنگامہ ہائے نو بہنو کی انتہا کیا ہے

(علامہ اقبال)

ان سوالوں کے جوابوں کی تلاش اور بے چینی کے درپچوں کو کھولنے کے لئے ادارے نے آپ کے ہاتھ میں البدر
تھمایا ہے۔۔۔۔

علم کی فضیلت جس خدا تعالیٰ نے عطا کی تھی اس کی آبیاری کے لئے ادارہ علوم اسلامیہ نے طالبعلموں کو ان کا مجلہ
البدر سے روشناس کروایا جس میں طالبعلم اپنے علمی کمالات کو اجاگر کر سکتے ہیں۔۔۔۔ کورے صفحات اور کورے
دماغوں کو دھنک رنگ دے سکتے ہیں۔ یہ چاند (البدر) طالبعلموں کا ہے۔۔۔ ہم چاہیں تو اس کی چمک کو بڑھا کر اس
کو ادارہ ویونیورسٹی میں عیاں کر دیں۔۔۔۔ جس کی روشنی ہمیں اور ہمارے خیالات کو منور کر دے۔۔۔ اس لئے
لکھنے میں کنجوسی مت برتائیجئے۔۔۔ یہ ہمارا مجلہ ہے ہمارے لئے شائع ہوتا ہے۔۔۔ ادبی ذوق رکھنے والوں کے لئے
ایک ایسا پلیٹ فارم جس سے وہ اپنی بات، اپنا پیغام دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔۔۔ آپ کے ہاتھوں میں موجودہ
البدر اس کا ثبوت ہے۔۔۔ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے میں مجلہ کی نگران میم سعدیہ گلزار کی عجز دل
سے بے حد شکر گزار ہوں جو ہر لمحہ ہماری مدد کے لئے تیار رہیں۔۔۔ ہر قدم پر ان کی رہنمائی میسر رہی۔۔۔ آخر پر
نائب مدیرہ اور معاون مدیرات و طالبات جن کی کوششوں کے بغیر یہ سفر بہت دشوار تھا ان کا صد شکر، اللہ تعالیٰ
ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

مدیرہ مجلہ البدر

ارحم احسان، بی ایس

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس مالکِ کائنات کے لیے جس نے گلزارِ ہستی کو ترتیب دیا اور بے حد درود و سلام اس ذاتِ مقدس کے لیے جو اس کائنات کی روح اور جان ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی پاکستان کی قدیم ترین اور ایشیا کی چند بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے، ادارہ علومِ اسلامیہ اس جامعہ میں اسلامی تعلیمات کی ترویج میں ہمہ وقت مشغول ہے۔

عزیز ساتھیو! آپ نوجوان ہیں اور کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ نوجوان ہی ہوتے ہیں۔ ہم انقلابِ نبوی ﷺ کو دیکھیں، انقلابِ چین و روس کو دیکھیں یا پھر اندلس میں کشتیاں جلانے والے طارق بن زیاد کو دیکھیں اور سندھ فتح کرنے والے محمد بن قاسم کو دیکھیں تو ہمیں ہر انقلاب کا ہر اول دستہ نوجوان ہی نظر آئیں گے۔ کیونکہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا "الشباب شعبۃ من المجنون" جوانی جنون کی ایک قسم ہے۔

عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوقِ جنون

یہ عشق والے ہیں جو سبھی کچھ لٹا دیتے ہیں

اس جنون کو آپ جس سمت لے جانا چاہیں لے جاسکتے ہیں۔ تو اپنے جنون کو مثبت اور تعمیری کاموں میں لگائیے تاکہ پوری قوم کو آپ سے فائدہ پہنچے۔ اقبالؒ تو نوجوانوں کو جھنجھوڑ کر جگاتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔

کس طرح ہوا کند تیرا نثر تحقیق

ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

مہر و مہ و انجم نہیں محکوم تیرے کیوں

کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک

اور وہ تو نوجوانوں کو بزرگوں کی راہنمائی کا فریضہ سونپنا چاہتے ہیں۔

خود کو غلامی سے آزاد کر

جوانوں کو پیروں کا استاد کر

عزیز ساتھیو! اس وقت کو غنیمت جانیں "اغنتم خمما قبل خمس شياک هر مک" قلم اٹھائیے ہمارے صفحات آپ کے لیے حاضر ہیں۔ لکھئیے اور اپنے تصورات ان لوگوں تک پہنچائیے جو نہیں جانتے نہیں تو پھر بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ

ارادے باندھتا ہوں پھر توڑ دیتا ہوں
 کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے
 اپنی زندگی قیمتی بنائیں تاکہ آپ کے والدین اور اساتذہ آپ پر فخر کر سکیں۔
 اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
 ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا
 آخر پر میں تمام اساتذہ اور البدر کی ٹیم خصوصاً ڈاکٹر سعدیہ گلزار صاحبہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی انتھک
 محنت سے البدر آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

عبدالوحید اسد

مدیر البدر

(ایم اے فور تھ سمسٹر)

حمد باری تعالیٰ

(عزیز الدین خاکی)

میری زباں پہ وردِ الف لام میم ہے
یہ ابتدائے حمدِ خدائے کریم ہے

روزِ ازل سے تابہ ابد ہے وہ جلوہ گر
لا ریب اس کی ذات قدیم القدیم ہے

وہ جانتا ہے کس کی ضرورت ہے کس قدر
وہ بے طلب بھی دیتا ہے ایسا کریم ہے

لا تقطو بھی شان اُسی کی ہے عاصیو!
گھبرا رہے ہو کیوں وہ غفور الرحیم ہے

میں کیا کروں گا اس کی ثنا، جانتا ہوں میں
میری حقیر فکر ہے اور وہ عظیم ہے

یہ بھی کرم ہے اُس کا بہ فیض رسولِ حق ﷺ
میں جس پہ گامزن ہوں رہِ مستقیم ہے

خاکِ امیر کہہ گئے کس سادگی کے ساتھ
"بندہ گناہ گار ہے خالقِ کریم ہے"

دعا

(علامہ محمد اقبال)

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدا یا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

ہو مرے دم سے یو نہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یا رب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

مرے اللہ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اسی راہ پہ چلانا مجھ کو

نعت شریف

(ڈاکٹر حافظ عثمان احمد)

(اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب)

ہے ازل سے نبوت پے راج آپکا ﷺ
شان ختم نبوت ہے تاج آپکا ﷺ

کل منور ہوا تھا جہاں آپ ﷺ سے
آج پھر منتظر ہے سماں آپکا ﷺ

ساری دنیا میں جاری ہے عشق نبی ﷺ
ہے زمین و زماں میں رواج آپکا ﷺ

میں تو نسلاً غلامی میں ہوں آپکی ﷺ
میری نسلوں نے کھایا نانج آپکا ﷺ

کاش کرتا رہوں چاکری آپکی ﷺ
کاش کرتا رہوں کام کاج آپکا ﷺ

هدى للناس

عَدْلُ وَاحْسَانِ

(عبدالوحید اسد 0-18-M)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد

فأعوذ بالله من الشیطان الرجیم ،

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

محترم قارئین اس چشم فلک نے اس دنیائے ناپائیدار میں کئی انواع کے موسم اور کئی قسموں کی حکومتیں اور شخصیات دیکھی ہیں۔ حکومت اور انتقام کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور عوام اس کی محتاج ہے۔ شروع سے ہی نسل انسانی میں حکومت سازی کا یہی رجحان رہا۔ لیکن بعض اوقات جب کسی کی طرف اسے زیادہ عزت یا مقام و مرتبہ ملے تو تکبر کی ہوا اسے کہیں دور اڑا کر لے جاتی ہے۔ اور وہ انارکیم العلّیٰ کے ترانے کا ناظر آتا ہے۔ اور پھر جو اس کے جی میں آئے کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں بیٹیوں کو زنج کیا جاتا ہے۔ کہیں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ شاید یہ ہے کہ جو نظام کفر پر قائم ہو قدرت اسے تو باقی رکھتی ہے۔ لیکن جو نظام ظلم پر قائم نہیں رہ سکتا اور اسلام تو آیا ہی اس دنیا میں عدل کو قائم کرنے کے لیے۔ بلکہ اس سے ایک قدم بڑھ کر وہ احسان کا حکم دیتا ہے۔ ذیل میں ہم اس آیت کریمہ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد اور حکم فرمایا کہ عدل اور احسان اسے کام لو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت قرآن پاک کی سب سے جامع آیت ہے اور یہی آیت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی۔

عدل:

عدل کہتے آتے ہیں وضع ہشیء علی محلہ کسی بھی چیز کو اس کی اپنی جگہ پر رکھنا عدل کہلاتا ہے۔ عدل کا لفظ مساوات کا ہم معنی ہے جیسے کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ عورتوں کے ساتھ برابری کرو۔ اسی لیے فدیہ اور بدلہ کو عدل کہا جاسکتا ہے۔ یعنی خیر کا بدلہ خیر اور شر کا بدلہ شر۔ اگر عدل مدعی اور مدعا علیہ کے مقابلے میں بولا جائے تو اس کا مطلب اللہ کے حکم کے مطابق اس کا فیصلہ کرنا ہے۔

عدل کا معنی استقامت علی الحق بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت یہ جور اور کج روی کا متضاد ہو گا۔

عدل بمعنی اعتدال بھی ہو سکتا ہے یعنی ہر چیز میں توسط جیسے تعطل اور شریک کے درمیان توحید۔ اور جبر و ضد کے درمیان کسب۔ عبادات کے معاملے میں نہ تو اتنا منہمک ہو جائے کہ حقوق العباد کو بھلا بیٹھے اور نہ ہی دنیا چھوڑ بیٹھے نہ دنیا میں اتنا منہمک ہو جائے کہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی چھوڑ دے واجب، نفل کچھ ادا نہ کرے، یا جیسے سخاوت کہ بخل و فضول خرچی کے درمیان درجہ کا نام ہے، یا شجاعت جو احمقانہ، بے جاد لیری کے درمیان وصف کا نام ہے، یا جیسے عفت کہ پاکدامنی کو کہتے ہیں۔ زنا کاری، بے حیائی اور جائز قربت صنفی کے ترک کے درمیان عفت کا درجہ ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: عدل (سے مراد) توحید ہے اور احسان (سے مراد) ادائے فرائض۔ دوسری روایت میں حضرت ابن عباس کا قول آیا ہے: خالص توحید کا نام احسان ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس کو نہیں دیکھتے ہو تو وہ یقیناً تم کو دیکھتا ہے (یعنی عبادت میں مشاہدہ رب کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا تو سمجھتے رہنا ہی چاہیے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے) رواہ عمر بن الخطاب۔ کذا فی الصحیحین۔

مقاتل نے کہا: عدل، توحید ہے اور لوگوں سے درگزر کرنا احسان ہے۔ بعض علماء نے کہا: عدل سے مراد فرض ہے اور احسان سے مراد نفل۔

احسان:

احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور اپنے حق کو اپنے بھائی کے لیے وقف کر دینا احسان کہلاتا ہے۔ خیر کے مقابلے میں زیادہ بھلائی کرے اور برائی کے معاملے میں بھی بھلائی ہی کرے۔ اگر ہم نبوی معاشرے کو دیکھیں تو وہاں عدل سے زیادہ احسان تھا۔ اور احسان کے ساتھ ایثار بھی تھا۔ مثلاً اگر کسی نے کسی فرد سے پانی مانگا ہے اور پینے سے پہلے کسی دوسرے کی آواز کان میں پہنچ گئی تو اس نے پینے سے انکار کر دیا اور اپنے بھائی کے لیے وقف کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی پیاسے ہی شہید ہو جاتے ہیں۔ اگر مدینہ میں کوئی بکری کا سر کوئی اپنے بھائی کو مجبور سمجھ کر گفٹ کرتا ہے تو وہ پھرتے پھرتے بیچنے والے کے گھر بیچنے جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قاتل ابن ملجم کو شربت کا پیالا پیش کرتے ہیں۔ اور برصغیر کے مشہور صوفی اپنے قاتل کو 20 اشرفیاں پیش کرتے ہیں۔ اور صوفیاء کا یہ اسلوب رہا ہے کہ وہ اپنی غیبت کرنے والوں اور تکلیفیں پہنچانے والوں کو بھی گفٹ بھیجتے ہیں۔

آج ہم دیکھیں ہمارا معاشرہ کس نہج پر کھڑا ہے۔ ماڈل ٹاؤن کے مظلوم ابھی تک دہائیاں دے رہے ہیں۔ سانحہ ساہیوال کے بچوں کی دلخراش سسکیاں ابھی تک کانوں میں ہیں کہ ہماری عدلیہ ان قاتلوں کو باعزت بری کرنے کا آرڈر جاری فرماتی ہے۔ یہاں امیروں اور غریبوں کے لیے علیحدہ علیحدہ قوانین ہیں لیکن یاد رکھو نہ سمجھو کہ تو مت جاؤ گے۔

منو گے تو مٹا دیے جاؤ گے

نام تک بھی نہ ہو گا تمہارا داستانوں میں

لیکن اس کے لیے ہمیں ہی اٹھنا ہو گا کیونکہ بقول اقبال

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے

کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

رحمت للعالمين

رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی از ڈاکٹر نور محمد غفاری پر تبصرہ

(شمرہ شفیق، بی ایس 6th سمسٹر)

تعارف مصنف

آپ کا نام نور محمد غفاری ہے۔ آپ اگست ۱۹۴۶ میں بہاولنگر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم اے معاشیات اور اسلامی اقتصادیات میں پی ایچ ڈی کی۔ اور بین الاقوامی ادارہ اسلامی اقتصادیات جامعہ اسلامیہ اسلام آباد میں بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر تدریسی فرائض انجام دیے۔ ۱۹۸۵ سے وفاقی شرعی عدالت کے قانونی مشیر رہے۔ اسلامی معاشیات پر منعقدہ کانفرنسوں میں اندرون و بیرون ملک پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ ۱۹۹۳ میں پنجاب اسمبلی اور ۱۹۹۷ میں بہاولنگر سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں :

1. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی
2. اسلام کا قانون تجارت
3. اسلام کا قانون محاصل
4. سرمایہ دارانہ نظام انشورنس
5. کمزوروں اور غریبوں کے وکیل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی تذکرۃ السامع والمتکلم فی ادب العالم والمتعلم " کا انگریزی ترجمہ
6. مقالہ پی ایچ ڈی کا خلاصہ " اسلام اور نظام تکافل اجتماعی " کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے زیر تبصرہ کتاب نبی کریم

ﷺ کی

معاشی زندگی میں سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

اصول و ضوابط کی تربیت حاصل کر لی تھی۔ لہذا اسی دوران پہلی بار آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لیے شام کا سفر کیا تھا، لیکن اس سفر میں آپ ﷺ تاجر کی حیثیت سے نہیں تھے۔ دوسری بار جب آپ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کی امانت و دیانت اور سچائی مشہور ہو گئی تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ جو عرب کی شریف ترین اور مالدار ترین خاتون تھیں، وہ اپنا مال دے کر تجارت میں شراکت کرتی تھیں اور شرکاء کے لیے ایک حصہ بھی مقرر کرتی

تھیں، خود قریش کے لوگ بھی تاجر تھے۔ جب انہیں رسول ﷺ کی سچائی، امانداری اور شرافت و اخلاق کے واقعات کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ ﷺ اُن کا مال لیکر میرے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا، تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ کو معاوضہ بھی اس سے زیادہ دو گنی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کی یہ درخواست قبول فرمائی۔ آپ ﷺ ان کا سامان لے کر میسرہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ⁱ

اس سفر میں آپ ﷺ نے بہت سامان کما یا اور بہت سے معجزات بھی آپ ﷺ سے وقوع پذیر ہوئے، یہ تمام واقعات اور عظیم الشان خبریں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو میسرہ نے سنائیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ نے رسول ﷺ کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا۔ چونکہ حضرت خدیجہ قریش کی عورتوں میں نسب و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے لحاظ سے تمام عورتوں میں مال دار تھیں۔ قریش کا ہر شخص اُن سے وصلت کا آرزو مند تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ حضرت حمزہ بن ابوطالب کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اس طرح خدیجہؓ بنت خویلد سے آپ ﷺ کا عقد ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں ۲۰ (بیس) جوان اونٹنیاں حق مہر میں دیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے بھی اپنی تمام دولت آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی یوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا۔ⁱⁱ یہ گواہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اس طرح بیان کرتا ہے: "وَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى"ⁱⁱⁱ اور آپ کو مفلس پایا اور پھر غنی کر دیا۔"

یمن (جرش) کا سفر

اس کے بعد دوبارہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا سامان تجارت لیکر جرش (یمن) ۲ بار تشریف لے گئے۔ جرش یمن کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔ علامہ ذہبی نے اس کی تصدیق کی ہے۔^{iv}

بحرین کا تجارتی سفر

اسی طرح آپ ﷺ تجارتی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے۔^v یہ تو اعلان نبوت سے پہلے کی آپ ﷺ کی معاشی زندگی تھی، بعثت کے بعد جب آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں بھی آپ کی معیشت کے مختلف ذرائع تھے۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ کے معاشی حالات

جب آپ ﷺ کے دو بڑے سہارے، حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، یکے بعد دیگرے اس دنیا سے کوچ کر گئے تو اب کوئی ان جیسا مددگار نہ رہا تھا۔ اسی سال کو رسول اللہ ﷺ نے عام الحزن قرار دیا^{vi}۔ اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

صحابہؓ اور آپ ﷺ کی کفالت

مدینہ منورہ میں ابتداء میں آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کی معاشی کفالت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان خوش بخت افراد میں سے حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت عمارہ بن حزمؓ اور حضرت ابویوب انصاریؓ کے نام قابل ذکر ہیں۔^{vii}

انصار کی خدمت

انصار مدینہ زراعت پیشہ تھے وہ اپنے کھیتوں میں سے کچھ حصہ کو نشان لگا کر آپ ﷺ کے لیے وقف کر دیتے تھے اور پکنے کے وقت ایک مخصوص حصہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ انصار کی یہ سعادت مندی آپ ﷺ کی اجازت سے ہوتی تھی۔^{viii}

جانور پالنا

جب افراد خانہ کی تعداد بڑھتی گئی تو آپ ﷺ نے ان کی گذر بسر کے لیے کچھ معاشی فعالیت شروع کی۔ آپ ﷺ نے چند بکریاں خریدیں جن کا دودھ آپ ﷺ کے خاندان والے بطور خوراک استعمال کیا کرتے تھے۔ بکریوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ ان کی بکریوں کے ساتھ آپ ﷺ کے ذاتی اونٹ اور گھوڑے بھی ہوتے تھے۔ جب ان کی تعداد کافی بڑھ گئی تو مدینہ منورہ کے قریب ایک چراگاہ میں یہ جانور رہنے لگے۔ ایک صحابی ان کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور دودھ آپ ﷺ کے گھر بھیج دیا جاتا تھا۔^{ix}

بادشاہوں کے تحائف

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں باقاعدہ اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور آس پاس کے حاکموں کو دین کی دعوت دینے کے لیے مکتوبات لکھے اور اپنے نمائندے بھیجے تو ان بادشاہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ ان تحائف میں اونٹ، گھوڑے، خچر، گدھے اور بکریاں وغیرہ شامل تھے۔ آپ ﷺ انہیں اکثر قبول فرمالیتے اور یہ بھی آپ ﷺ کے معاش کا حصہ بن جاتے۔^x

غنائم

آپ ﷺ کی کفار اور اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ بہت سی جنگیں ہوئیں تھیں ان جنگوں میں آپ ﷺ کو بہت سارا مال غنیمت حاصل ہوا، ان میں سے ایک حصہ آپ ﷺ کے لئے خاص ہوتا تھا۔ یہ حصہ آپ ﷺ کو دو صورتوں میں ملتا تھا، ایک مجاہد کی حیثیت سے اور دوسرا سربراہ مملکت کی حیثیت سے، جس کو قرآن کریم میں خمس (1/5) کہا گیا ہے، اس مال سے آپ ﷺ اپنی اور اپنے قراہنداروں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔^{xi}

بنو نضیر کے نخلستان کی پیداوار

بنو نضیر نے جب معاہدے کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان پر چڑھائی کی، جس کی نتیجے میں انہوں نے جلاوطنی قبول کی اور اپنی تمام جائیداد چھوڑ دی سوائے منقولات میں سے صرف جتنا اٹھا سکے اتنا لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے منقولات کو تمام مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور غیر منقولات (زمین اور باغات وغیرہ) اللہ کے حکم کے مطابق اپنے لیے رکھ لیے۔ بنو نضیر کے اموال خالصتاً اللہ کے رسول ﷺ کے لیے تھے جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا کئے تھے، یہ اموال آپ ﷺ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی کفالت کے لیے بنو نضیر کے نخلستان، جو آپ ﷺ کو غنیمت کے طور پر ملے تھے، کی پیداوار میں سے ایک حصہ مقرر کیا تھا، جسے فروخت کر کے ان کے سال بھر کی گذر بسر کا سامان کیا جاتا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو تمام ازواج کے لیے فی کس اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو سالانہ مقرر ہوا تھا۔^{xii}

مخیرق کی جائیداد

مخیرق قبیلہ بنو قینقاع کا ایک مالدار یہودی تھا، اسے آپ ﷺ سے انتہائی عقیدت تھی۔ اور آپ ﷺ ان کو "خیر یہود" کہا کرتے تھے۔ اس کے سات باغ تھے۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اگر وہ مر جائے تو ان کی تمام دولت آپ ﷺ کی ملکیت ہو جائے گی۔ وہ اسی غزوہ میں قتل ہو گیا۔ اسی طرح اس کی ساری دولت آپ ﷺ کی ملکیت میں آگئی۔ اس کے سات باغات کے نام یہ ہیں: العواف، الدلال، البرقة، المثیب، الحسنی، الصافیة، مشربة ام ابراہیم (یہ نام اس لیے رکھا کہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ وہاں رہتی تھی)۔^{xiii}

اراضی غنیمت جو آپ ﷺ کے زمانہ میں مستقل آمدن کا ذریعہ بنیں

خیبر کی آمدنی

آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد خیبر کی طرف رخ کیا کیونکہ وہاں کے یہود اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی زمینوں سے بے دخل کرنے کے بجائے وہاں رہائش اختیار کرنے کی اجازت دے دی اس شرط کی بنا پر کہ وہ خیبر کی زمین کاشت کریں گے اور اس کا آدھا حصہ آپ ﷺ کو بھیجیں گے۔ خیبر کی زمینوں کی آمدن آپ ﷺ کے لیے تھی۔^{xiv}

فدک کی پیداوار

فدک حجاز کے بالائی حصہ میں دوسرے قصبات کی طرح ایک مستقل ریاست کا درجہ رکھتا تھا۔ اس کی زمین زرخیز اور پیداوار کے لیے مشہور تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ساتویں ہجری میں یہ بطور غنیمت عطا کیا۔ جب نبی پاک ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا اور

اس کے تمام قلعے فتح ہو گئے اور وہاں کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کی آمدنی کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کیا۔ تو یہ خبر فدک والوں تک پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنی زمین اور اموال کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ پیش کش قبول کی۔ اس طرح فدک کی آمدنی بیت المال کا جزو بن گئی۔ جسے آپ ﷺ مصالح عامہ پر استعمال فرمایا کرتے تھے۔^{xv}

وادی القریٰ کی پیداوار

یہ وادی مدینہ اور شام کے درمیان ہے، جسے یہودیوں نے قبل از اسلام آباد کیا تھا، یہ بہت سے قصبوں پر مشتمل تھی۔ آپ ﷺ فدک کے بعد وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے، سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا، بلکہ جنگ کے لیے آمادہ ہوئے۔ مختصر محاصرہ کے بعد آپ ﷺ نے وادی القریٰ کو فتح کیا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کو اپنی زمین کا آدھا حصہ دینے کا معاہدہ کیا، جسے آپ ﷺ نے قبول کر لیا۔^{xvi}

وادی التیماء کی پیداوار

تیماء شام کی جانب ایک قصبہ ہے جو وادی القریٰ اور شام کے درمیان تھا، یہ شام اور دمشق سے آنے والے حجاج کے راستے میں پڑتا تھا، یہاں پر سمعٰل یہودی شاعر کا مشہور قلعہ الابلق الفرد تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر اور اہل فدک اور اہل وادی القریٰ کے ساتھ معاہدہ کئے تو اہل تیماء نے بھی آپ ﷺ کو صلح کا پیغام بھیجا آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور انہیں اپنی زمین میں رہنے دیا اور وہ اپنی زمین کی پیداوار کا نصف حصہ آپ ﷺ کو دینے پر راضی ہوئے۔^{xvii}

نبی ﷺ کے متروکات

زمین

سواری کے جانور

اسلحہ

مسکن مبارک

نبی ﷺ کا معاشی اسوہ حسنہ

جب نبی کریم ﷺ کے معاشی اسوہ حسنہ کا موضوع زیر بحث ہو تو ہمارا مقصد نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ ہوتا ہے جو معاش سے تعلق رکھتا ہو۔ اور بالخصوص آپ ﷺ کے معاشی رویہ پر غور کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کی روشنی میں ہم بھی اپنی معاشی زندگی کو ڈھال سکیں اور دنیا اور آخرت میں عزت و کامیابی والے بن جائیں^{xviii}۔ نبی کریم ﷺ کے معاشی اسوہ حسنہ کے چند پہلو درج ذیل ہیں:

اپنی محنت سے کمانا، حلال و حرام کی تمیز، سخاوت اور فیاضی، زہد اور قناعت پسندی، فقراء سے محبت اور ان کی معاشی کفالت، مہمان نوازی، مزدور سے محبت، ادائیگی قرض کا احساس، عاریت کی حفاظت، ہدایا قبول فرماتے اور عنایت فرمایا کرتے تھے، امانت کی حفاظت، امت کی خوشحالی۔^{xix}

حوالہ و حواشی:

- i. نور محمد غفاری، پروفیسر ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، ط۔ سوم، ۱۹۹۹ء، ص ۲۰
- ii. احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، الغری نجف، ۱۳۵۸ھ، ج ۲، ص ۸
- iii. محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، ۱۹۳۲ھ، ج ۱، ص ۹۹
- iv. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۶۹
- v. الضحیٰ ۹۳: ۶
- vi. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۷۱
- vii. ابو محمد بن اسمعیل البخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغنم علی قراریط، بیروت دار الفکر لبنان، ۲۰۰۵ء، ۲۲۶۲
- viii. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۷۵
- ix. ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف بیروت، ۱۴۰۱ھ، ج ۲، ص ۲۹۱
- x. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۷۷-۸۱
- xi. ابن سعد، طبقات، ج ۱، ذکر حلف الفضول
- xii. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۸۳-۸۵
- xiii. الضحیٰ ۹۳: ۸
- xiv. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۸۲
- xv. ایضاً، ص ۱۰۸
- xvi. ابن سعد، طبقات، جزء کتاب النساء، ص ۱۱۶
- xvii. حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ط۔ اول، ۱۴۰۱ھ، ص ۲۷۵
- xviii. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۱۵۴
- xix. حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص ۲۷۶
- xx. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۱۵۵
- xxi. ابن سعد، طبقات، ج ۲، اوقاف النبی ﷺ
- xxii. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۲۶۵
- xxiii. ابو محمد عبد الملک بن ہشام، سیرۃ النبی، بولاق مصر، ۱۲۹۵ھ، ج ۱، ص ۳۶۸
- xxiv. نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ص ۲۶

فضائل صحابه و صحابیات

عبدالرحمن بن صخر الدوسی الیمانیؓ کا مختصر تعارف

(شمرہ شفیق، 6th سمیسٹر)

حضرت ابوہریرہؓ

نام و نسب

آپ کا نام عبدالرحمن بن صخر الدوسی الیمانی ہے۔ عہد جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس تھا۔ اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبدالرحمن رکھا۔ آپ نام سے زیادہ اپنی کنیت (ابوہریرہ) سے مشہور ہیں۔ آپ سے کنیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"میں نے اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میرے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی جسے میں رات کو درخت پر رکھتا اور دن کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ میں اس بلی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اس وجہ سے میرے والد نے میری کنیت ابوہریرہ رکھی ہے۔" ⁱ

آپ قبیلہ ازد کی ایک شاخ بنو دوس بن عدنان سے تعلق رکھتے تھے۔ ⁱⁱ

حالات زندگی

آپ نے یمن میں طفیل بن عمرو کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، 7ھ کو یمن سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ فتح خیبر کے آخری ایام میں آپ مدینہ پہنچے اور صباح بن عرفطہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا۔ ان کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے اور مرتے دم تک ساتھ نہیں چھوڑا۔ آپ متعدد غزوات میں شریک ہوئے۔ ⁱⁱⁱ حضرت عمر کے عہد میں بحرین کے گورنر اور حضرت عثمان کے عہد میں مدینہ کے قاضی رہے۔ امیر معاویہ کے عہد میں بھی حاکم رہے۔ ^{iv}

علم و فضل

آپ بڑے زاہد عابد، قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اور ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے آپ ان کے ساتھ ہوتے اس طرح آپ نے علم کثیر حاصل کیا۔ آپ اہل صفہ کے سربراہ تھے، فقر و فاقہ کے باعث پیٹ ساتھ لگ گیا تھا، مگر کبھی اف تک نہ کی۔

آپ چار سال تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ سے بہت ارشادات سن کر حفظ کر لیے، علاوہ ازیں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت ابی بن کعب سے بھی علم حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر نے امام بخاری کا قول نقل کیا ہے:

"ابوہریرہ سے آٹھ سو یا اس سے بھی زائد صحابہ و تابعین اور دوسرے اہل علم نے احادیث روایت کی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

حضرت ابو ہریرہ کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر انھیں حضرت العلاء الحضرمی کے ساتھ بحرین کی طرف بھیجا جہاں آپⁱ نے موزن اور امامت کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت ابو ہریرہ کو احادیث کی حرص اور انھیں یاد کرنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔
غرضیکہ آپ عہد نبوی میں احادیث کی تلاش میں بے تاب رہتے۔ خود کو گویا احادیث کے یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے وقف کر دیا تھا۔

غرضیکہ حضرت ابو ہریرہ بالاتفاق صحابہ کرام کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ آپ کے پاس احادیث تحریری صورت میں لکھی ہوئی تھیں۔^v

حضرت ابو ہریرہ نہ صرف پڑھے لکھے تھے، بلکہ ان میں علمی ذوق شروع ہی سے رہا۔ حیرت نہ ہو کہ یمن کے متمدن اور ترقی یافتہ علاقے سے آرہے تھے جہاں سباء و معین کا تمدن شہر روما کی تاسیس سے بھی سینکڑوں ہزاروں برس پہلے اوج عروج کو پہنچ چکا تھا اور جس کی روایتیں یہودی اور عیسائی حکومتوں کے زمانے میں بھی مسلسل چلی آتی رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نئے نئے مسلمان ہوتے ہی، قرآن، حدیث، عام مشاہدات بارگاہ نبوی، ہر چیز کو لکھنے لگے، تو غلط بحث کر جانے کے خوف سے رسول اکرم ﷺ نے ان کو شروع میں قرآن کے سوا، دوسری چیزیں لکھنے سے منع کر دیا جس پر انہوں نے اپنا ذخیرہ (جو غالباً اونٹ، بکری کے شانے کی ہڈیوں وغیرہ پر مشتمل تھا) جلا ڈالا لیکن بعد میں جب قرآن کو اچھی طرح حفظ کر لیا تو یہ ممانعت باقی نہ رہی۔^{vi}

حیرت ناک حافظہ

حضرت ابو ہریرہ کے حافظے کی شہرت دیکھ کر ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم نے ان کا امتحان اس طرح لیا کہ ایک دن انھیں بلایا دھر اُدھر کی باتوں کے بعد حدیثیں پوچھنی شروع کیں۔ پردے کے پیچھے ایک کاتب بٹھا دیا تھا۔ جو حضرت ابو ہریرہ کی بیان کردہ حدیثیں خفیہ طور پر لکھتا جاتا تھا۔ کاتب کا بیان ہے کہ ”مروان پوچھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا، اسی طرح بہت سی حدیثیں ہو گئیں۔ پھر مروان نے سال بھر خاموش رہنے کے بعد انھیں دوبارہ بلایا اور مجھے پردے کے پیچھے بٹھا دیا، وہ پوچھتا گیا اور میں پچھلے سال کی تحریر کو دیکھتا گیا، انھوں نے نہ ایک حرف زیادہ کیا، نہ ایک حرف کم۔“^{vii}

وفات

50 سال تک تعلیم و تعلم میں مشغول رہے۔ اور 78 برس کی عمر تھی کہ 58ھ میں بمقام موضع عقیق میں فوت ہوئے۔^{viii}

حلیہ مبارک

حضرت ابو ہریرہ کا رنگ گندم گوں تھا، آپ کے مونڈھے چوڑے تھے، دونوں طرف گیسو لٹکے ہوئے تھے، دانتوں کے درمیان فرج تھے، آپ مہندی کا خضاب کرتے۔ آپ کے بال مائل بہ سفیدی تھے، داڑھی سرخ تھی۔ خباب بن عروہ نے

آپ کو جب دیکھا تو آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے، جب خوش حالی کا دور آیا تو ریشم کی چادر اوڑھتے۔^{ix}

مرویات

آپ کی مجموعی مرویات کی تعداد 5374 ہے ان میں سے 325 متفق علیہ ہیں جبکہ 79 صحیح بخاری اور 93 صحیح مسلم میں ہیں۔^x آپ کی زیادہ تر روایتیں اللہ کے رسول ﷺ سے مروی ہیں۔ حضرت ابو بکر و عمر، عائشہ اور دیگر قدیم الاسلام صحابہ سے بھی روایت کیا ہے، آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے۔ جن میں بعض صحابہ مثلاً حضرت ابن عمر، ابن عباس، جابر وغیرہ شامل ہیں۔^{xi}

کثرت روایت کے اسباب

روایتوں کی تعداد زیادہ ہونے کے مختلف اسباب ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بکثرت رہنا

جب حضرت ابو ہریرہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا منسلک کر لیا کہ آپ کے ساتھ سایہ کی طرح لگے رہتے تھے۔ ہجرت کے بعد کی زندگی کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے اور پڑھانے کیلئے وقف کر دیا تھا اس لئے آپ کی روایتیں زیادہ ہو گئیں۔

۲۔ حرص حدیث

آپ حدیث رسول ﷺ کو معلوم کرنے اور جمع کرنے پر بے حد حریص تھے۔ جسکی شہادت خود اللہ کے رسول ﷺ نے دی ہے۔ جب آپ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن آپ کی سفارش حاصل کرنے والے خوش بخت کون ہوں گے، تو آپ نے عرض کیا کہ: ”لقد ظننت یا اباءریرۃ ان لا یسئلنی عن هذا الحدیث احد اول منک لما رايت من حرصک علی الحدیث۔“ ابو ہریرہ مجھ کو یقین تھا کہ اس حدیث کے بارے میں تم سے پہلے کوئی سوال نہیں کرے گا اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو میری حدیثوں کے حصول کا کتنا حرص ہے۔

ہجرت سے پہلے بھی آپ کو بہت ساری حدیثیں معلوم ہو چکی تھیں جس کی دلیل یہ ہے کہ فتح خیبر کے بعد آپ اور ابان بن سعید سے جو تکرار ہوئی تھی تو آپ کی شہادت ابان بن سعید پر یہ اعتراض کیا تھا کہ:

”هذا قاتل ابن قوئل“ جب کہ ابن قوئل کی شہادت ابان بن سعید کے ہاتھ سے غزوہ احد میں ہوئی تھی، معلوم یہ ہوا کہ مدینہ کے حالات و واقعات کے بارے میں پہلے ہی سے آپ کو معرفت حاصل تھی، جو آپ کی دلچسپی حدیث پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ رسول ﷺ کی دعا

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ دُعا کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ: ”اللہم انی اسئلك علما لا ینسی“ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آمین۔

۴۔ قوی حافظہ

حدیثوں کو یاد رکھنے کے لئے قوت حافظہ کا بڑا نمایاں کردار ہوتا ہے۔ ابتداء میں آپ کو اپنے حافظہ میں کمزوری کا احساس ہوا تو آپ نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کا ذکر کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ”ابسط کساءک فبسطہ ثم قال: ضمہ الی صدرک فضممتہ“ اپنی چادر کو پھیلاؤ آپ نے پھیلا دیا پھر رسول ﷺ نے کہا کہ اس کو سینے سے لگا لو آپ نے لگا لیا، حضرت ابو ہریرہ آگے فرماتے ہیں کہ: میں اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۵۔ طول حیات

آپ کی روایتوں کے کثرت سے انتشار کا طول حیات بھی ہے ایک طویل وقفہ (تقریباً 49 سال تک) رسول ﷺ کے بعد باحیات رہے، آپ کے حدیثوں کے معلوم کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں لگے رہے، لوگ آپ سے سوال کرتے آپ ان کو جواب دیتے، کچھ دنوں تک آپ نے افتاء اور قضاء کا کام خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پر آپ کی روایتوں کی تعداد زیادہ ہو گئی جس کی شہادت صحابہ کرام نے دی ہے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں۔ کہ: بلاشبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسی باتیں سنی ہیں جو ہم نہیں سن سکے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ”کان یحفظ علی المسلمین

حدیث النبى صلى الله عليه وسلم“ - xii

حضرت ابو ہریرہؓ کے مسودات

حضرت ابو ہریرہ نے دیگر اصحاب رسول ﷺ کی نسبت سب سے زیادہ احادیث شریف روایت کی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 5374 بیان کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قبول اسلام کے بعد انہوں نے اپنی پوری زندگی احادیث کی حفاظت اور نقل کے لئے وقف کر دی تھی۔ دیگر معروف صحابہ کے برعکس حضرت ابو ہریرہ نے کسی قسم کا ذریعہ معاش اختیار نہیں کیا بلکہ آپ مسجد نبوی میں مقیم ہو گئے تھے۔ تاکہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات سن سکیں۔ اور گرد و پیش میں رونما ہونے والے حالات اور ہر ہر واقعے کا مشاہدہ کر سکیں۔ یہ کام معمولی اور آسان نہ تھا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ کو بھوک و پیاس کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں اور فاقوں کے علاوہ دوسرے مشکل امتحانات بھی پیش آتے رہے۔ لیکن جو راستہ انہوں نے اختیار کر لیا تھا اس سے سرمونہ ہٹے۔ اس حقیقت کے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ انہوں نے احادیث تحریری شکل میں محفوظ کی تھیں۔ ان کے

شاگردوں میں سے ایک، یعنی حسن ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت ابو ہریرہ انہیں اپنے گھر لے گئے اور احادیث نبوی ﷺ پر مشتمل کئی ایک کتابیں دکھائیں۔“

اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ کے پاس کئی مسودات احادیث تھے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ آپ کے شاگردوں نے آپ ﷺ کی روایات کے کئی مجموعے تیار کئے تھے۔^{xiii}

صحیح سند

ابو ہریرہ تک جو صحیح ترین سند پہنچتی ہے وہ یہ ہے ”ابن شہاب زہری از سعید بن مسیب از ابو ہریرہ“^{xiv}

تلاذہ

الاغر، ابو مسلم، سعید بن المسیب، بشیر بن نہیک، حفص بن عاصم، حمید بن عبد الرحمن زہری، حمید بن عبد الرحمن حمیری، ابو صالح السمان، خلاص بن عمرو، سالم ابو الغیث، سعید مقرئ اور ان کا باپ ابو سعید، سعید بن مرجانہ، سلمان الاغر، ابو حارم، سلمان الشجعی، ابو یونس سلیم بن خیر، سلمان بن یسار، شہر بن حوشب، صالح مولی التوءمتہ، مخم بن جوس، ملاوس، شعبی، ابو ادریس الخولانی، ابو عثمان نہدی، عبد الرحمن اعرج، عراق بن مالک، عکرمہ، عروہ، عطاء، مجاہد، ابن سیرین، محمد بن زیاد حمجی، محمد بن کعب، موسی بن دردان، نعیم محمبہ نافع، مولا ابن عمر، ہمام بن منبہ اور دوسرے بے شمار لوگوں نے احادیث روایت کیں۔^{xv}

حوالہ و حواشی:

- i. عبد الغفار بخاری، ڈاکٹر سید، عہد بنو امیہ میں محدثین کی خدمات، نشریات لاہور، 2010ء، 33
- ii. خلیل الرحمن چشتی، حدیث کی اہمیت اور ضرورت، ICB - اقراء سنٹر لاہور، 2012ء، طباعت سوم، 104
- iii. عبد الغفار بخاری، عہد بنو امیہ میں محدثین کی خدمات، 33-34
- iv. عبد الصمد صارم، قاری، تاریخ الحدیث، ادارہ علمیہ لاہور، سن۔ن، 170
- v. عبد الغفار بخاری، عہد بنو امیہ میں محدثین کی خدمات، 35-37
- vi. خالد علوی، ڈاکٹر، حفاظت حدیث، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، 2012ء، 185
- vii. محمد رفیع عثمانی، مولانا مفتی، کتابت حدیث عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں، ادارہ المعارف دارالعلوم کراچی، 1980
- viii. خلیل الرحمن چشتی، حدیث کی اہمیت اور ضرورت، 104

- .ix عزیز الرحمن، مولانا حکیم، تاریخ تدوین سنت، نشریات لاہور، 2010ء، 384
- .x عبدالغفار بخاری، عہد بنو امیہ میں محدثین کی خدمات، 37
- .xi اقبال احمد محمد اسحق، ڈاکٹر، جرح و تعدیل، مکتبہ قاسم العلوم لاہور، 2011ء، 78
- .xii اقبال احمد محمد اسحق، جرح و تعدیل، 78-80
- .xiii محمد تقی عثمانی، مولانا جسٹس، حجیت حدیث، سعودی اشرف عثمانی، ادارہ اسلامیات، 2010ء، طباعت دوم، 88-89
- .xiv ڈاکٹر صبحی صالح لبنان، علوم الحدیث، پروفیسر غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد، 2004ء، 458
- .xv محمد اسحاق، تذکرۃ الحفاظ، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور، 1999ء، ج 1-2، 48

تعليم و تحقيق

اہل کتاب کے کھانے کی حلت و حرمت: تفسیری ادب کا مطالعہ

(نخبہ لطیف، 6th سمیسٹر)

زیر مطالعہ آیت:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ (المائدہ: ۵)
 "آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے۔"

موضوع آیت:

ذبیحہ کس نام اور کن ہاتھوں کا حلال ہے؟ حلال و حرام کے بیان کے بعد بطور خلاصہ فرمایا کہ کل ستھری چیزیں حلال ہیں، پھر یہود و نصاریٰ کے ذبح کئے ہوئے جانوروں کی حلت بیان فرمائی۔

اہل کتاب کن لوگوں کو کہتے ہیں؟

اہل کتاب سے مراد ایسے گروہ ہیں جن کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ کسی کتاب کے ماننے والے ہیں جیسے صابی۔

مذکورہ آیت میں طعام کے معنی:

حضرت ابن عباس، ابو امامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطاء، حسن، کھول، ابراہیم، نخعی، سدیی، مقاتل بن حیان یہ سب یہی کہتے ہیں کہ طعام سے مراد ان کا اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور ہے۔^v اگر ہم لفظ کو اس کے عموم پر رکھیں تو یہ اہل کتاب کے تمام کھانوں کو شامل ہو گا خواہ وہ ان کے ذبائح ہوں یا دوسرے کھانے۔ لیکن زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہاں خاص طور پر ذبائح مراد ہیں اس لئے کہ ان کے دوسرے تمام کھانوں مثلاً روٹی، زیتون کا تیل اور دوسری روغنات وغیرہ کے سلسلے میں ان کے تیار کرنے والوں کے لحاظ سے حکم کے اندر کوئی فرق نہیں ہو گا۔ اور اس بارے میں کسی پر کوئی شک بھی نہیں ہوتا^{vi} ہاں طعام سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں ذبح کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی اور نصرانی نے ذبح کیا۔^{vii} اہل کتاب کے کھانے میں ان کا ذبیحہ بھی شامل ہے۔ الطعام سے مراد ہر وہ چیز جو کھائی جاتی ہے ذبائح اس سے ہیں، اکثر علماء تفسیر کے نزدیک یہاں خاص ذبائح مراد ہیں اور ان کے طعام سے جو ہم پر حرام ہیں وہ عموم الخطاب کے تحت داخل نہیں۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت و حرمت

اس کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے، علماء اسلام کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور زفر کا قول ہے کہ عرب اور عجم میں سے جو شخص یہودی یا نصرانی ہو اس کا ذبیحہ حلال ہو گا بشرطیکہ اس نے اس

پر اللہ کا نام لیا ہو۔ اگر عیسائی نے اس پر مسیح کا نام لیا ہو تو اس کا گوشت حلال نہیں ہو گا۔ اس بارے میں عرب و عجم کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس کا کھانا مسلمان کے لئے حلال ہے اگر ذبح کے وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو پھر تو سب ائمہ اس کے حلال ہونے پر متفق ہیں۔ ہمارے لیے ان کا اور ان کے لیے ہمارا کھانا حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ اور کوئی چھوت چھات نہیں ہے۔ ہم ان کے ساتھ کھا سکتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ۔ لیکن یہ عام اجازت دینے سے پہلے اس فقرے کا اعادہ فرما دیا گیا ہے کہ اہل کتاب اگر پاکی و طہارت کے ان قوانین کی پابندی نہ کریں جو شریعت کے نقطہ نظر سے ضروری ہیں، یا اگر ان کے کھانے میں حرام چیزیں شامل ہوں تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مثلاً اگر وہ خدا کا نام لیے بغیر کسی جانور کو ذبح کریں، یا اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیں، تو اسے کھانا ہمارے لیے جائز نہیں۔

5- اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اس حکم سے پہلے مسلمانوں کے لیے حلال و حرام واضح کر دیا گیا ہے اس لیے ان کا کسی خبیث سے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ نہیں رہا۔

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے کی شرائط:

اہل کتاب کا ذبیحہ درج ذیل تین شرائط پر حلال ہے:

1- ذبیحہ ان چیزوں میں سے نہ ہو جو مسلمانوں پر کتاب و سنت میں حرام کی گئی ہیں۔

2- ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

3- ذبح کرنے والا اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ بنا ہو۔

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال و حرام ہونے کے دلائل:

ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے، کیونکہ وہ بھی غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا ناجائز جانتے ہیں اور ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام نہیں لیتے گو ان کے عقیدے ذات باری تعالیٰ کی نسبت یکسر اور سراسر باطل ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور پاک و منزہ ہے۔ اس کے متعلق حضرت علیؓ کا قول اور ان کے ذبائح کی ممانعت اس وجہ سے نہیں تھی کہ یہ لوگ غیر بنی اسرائیل ہیں بلکہ اس وجہ سے تھی کہ یہ لوگ اس شریعت کے احکام پر نہیں چلتے تھے۔

کیا تمام اہل کتاب کے ذبیحہ حلال ہیں؟

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس جانور پر بھی نام الہی نہ لیا جائے وہ حلال ہو؟ اس لئے کہ وہ اپنے ذبیحوں پر اللہ کا نام لیتے تھے بلکہ جس گوشت کو کھاتے تھے اسے ذبیحہ پر موقوف نہ رکھتے تھے بلکہ مردہ جانور بھی کھا لیتے تھے لیکن سامرہ اور صائبہ اور ابراہیم و شیث وغیرہ پیغمبروں کے دین کے مدعی اس سے مستثنیٰ تھے، جیسے کہ علماء کے دوا قوال میں سے ایک

قول ہے اور عرب کے نصرانی جیسے بنو تغلب، تنوخ، بہرا، جذام لحم، عاملہ کے ایسے اور بھی ہیں کہ جمہور کے نزدیک ان کے ہاتھ کا کیا ہوا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔^۱ حضرت علی فرماتے ہیں قبیلہ بنو تغلب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور نہ کھاؤ، اس لئے کہ انہوں نے تو نصرانیت سے سوائے شراب نوشی کے اور کوئی چیز نہیں لی، ہاں سعید بن مسیب اور حسن بنو تغلب کے نصاریٰ کے ہاتھوں ذبح کئے ہوئے جانور کے کھالینے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔

کیا حضور ﷺ نے اہل کتاب کا ذبیحہ کھایا؟

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، "أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا، فَقِيلَ: أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: لَا، فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(صحیح بخاری، کتاب الحبہ وفضلھا والتحریر علیھا، باب قبول الھدیۃ من المشرکین، ۲۴۷۴)

"حضرت انس بن مالک سے مروی ہے: "ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے) پھر جب اسے لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں محسوس کیا۔" ^۱ وجہ دلالت یہ ہے کہ خود حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مع اپنے ساتھیوں کے اس گوشت کے کھانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور یہ نہ پوچھا کہ اس کی جس چربی کو تم حلال جانتے ہو اسے نکال بھی ڈالا ہے یا نہیں؟

اہل کتاب کے برتن میں کھانا

عن أَبُو ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِي أَنْبِيتِهِمْ، وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوا فِي أَنْبِيتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا بُدًّا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا بُدًّا فَاعْسِلُوهَا وَكُلُّوا، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتُمْ بِقَوْسِكُمْ فَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَكُلُّوا، وَمَا صِدْتُمْ بِكَلْبِكُمُ الْمُعَلَّمِ فَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَكُلُّوا وَمَا صِدْتُمْ بِكَلْبِكُمُ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَادْكُرْتُمْ ذَكَاتَهُ فَكُلُّهُ"

"حضرت ابو ثعلبہ الحسینی سے مروی ہے کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں اپنے تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے کتے سے اور بے سدھائے کتے سے بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو یہ کہا ہے

کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو۔ البتہ اگر ضرورت ہو اور کھانا ہی پڑ جائے تو انہیں خوب دھو لیا کرو اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو شکار تم اپنے تیر کمان سے کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو وہ بھی کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے بلا سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اسے خود ذبح کیا ہو اسے کھاؤ۔

خلاصہ کلام:

اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھایا جاسکتا ہے لیکن اس بات کی تحقیق کر لی جائے کہ وہ حلال ہے یا حرام۔ اگر وہ حرام کھانے کی دعوت دیں بھی تو کھانا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ذبائح حلال ہیں اگر وہ اللہ کے نام پر ذبح کیے جائیں لیکن اگر کسی اور کے نام جیسے حضرت عیسیٰ کے نام پر تو پھر وہ حرام ہے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر بھی کھایا جاسکتا ہے لیکن صرف حلال چیزیں اور اللہ کے نام پر کیے گئے ذبح۔ ان کے برتن کے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی برتن نہ ملے تو بوقت ضرورت ان کے برتن کو دھو کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حرمِ شراب اور اس کے برتن

(نخبہ لطیف بی ایس 6th سمسٹر)

لفظ حرام کا مادہ حرم (ح۔ر۔م) ہے۔ جس کے معنی ہیں ممنوع، محفوظ، معزز و محترم۔ اسی طرح حرمات کے معنی ہیں حرام یا ممنوع

ہونا۔ⁱⁱ

لغوی تعریف:

1۔ المنجد میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

الخمير: عصير الخمر اذا احتمر. الممخور: من اسكرته الخمر. والخمرة: ما خمر كمن الرأحة.ⁱⁱⁱ

2۔ انگریزی میں خمر کے معنی یوں ہیں:

خمر۔ خمرۃ: ^{iv} Wine, liquor, alcoholic beverage, alcohol, spirits, (alcoholic) drink.

امام راغب لکھتے ہیں: خمر کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں۔ اسی طرح خمر ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے، جس سے کوئی چیز چھپادی

جائے۔ مگر عرف میں صرف اوڑھنی پر بولا جاتا ہے۔ الخمر: شراب، نشہ، کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔^v

"علامہ یوسف القرضاوی" خمر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: "خمر ایک الکوحلی معده ہے جو نشہ پیدا کرتا ہے۔"^{vi}

اصطلاحی تعریف:

مادہ خ۔م۔ر سے مشتقات میں ڈھانپ دینے، چھپا دینے اور کسی چیز میں خلط ملط ہو کر خلل کا باعث ہونے کے معنی پائے جاتے

ہیں۔ اسی مناسبت سے شراب کو "خمر" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عقل پر چھا جاتی ہے۔

عربی زبان میں خمر کا لفظی اطلاق صرف اس شراب پر ہوتا ہے جو انگور سے کشید کی گئی ہو اور نشہ آور ہو۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

"انّی ارانی أعصرُ خمرًا"^{vii}

یہاں انگور سے کشید کی گئی خمر مراد ہے۔ آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے: "کل مسکر خمر وکل خمر حرام"^{viii}

الجامع الصحیح میں امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ کا ایک قول نقل کیا ہے جس میں خمر کے اصطلاحی معنی متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔

جب شراب حرام قرار دی گئی تو آپؐ نے منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر فرمایا: "والخمر ما خمر العقل"^{ix}

گویا اصطلاح شریعت میں خمر وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے اور انسان کو ہوش و ہواس سے بیگانہ کر دے۔

"حرمِ خمر"

قرآن پاک نے اکل و شرب میں جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان میں خمر شامل ہے۔ خمر سے متعلق قرآن میں چار آیات مبارکہ

نازل ہوئیں جن میں سے ایک سگی اور باقی تین مدنی ہیں۔ ہم ان آیات مبارکہ کا نزول وار ترتیب سے مطالعہ کریں گے۔

سکی دور:

خمر کے بارے میں علماء اس آیت کو پہلی آیت قرار دیتے ہیں^x جو کہ مکہ میں نازل ہوئی:

"وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"^{xi}

"اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشے کی چیز اور رزق حسن حاصل کرتے ہو۔ بے شک اس بات میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ اس میں ایک ضمنی اشارہ اس مضمون کی طرف بھی ہے کہ پھلوں کے اس عرق میں وہ مادہ بھی موجود ہے جو انسان کے لئے حیات بخش غذا بن سکتا ہے اور ایسا مادہ بھی موجود ہے جو سٹر کر الکوحل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب انسان کے قوتِ انتخاب پر منحصر ہے کہ وہ اس سرچشمے سے پاک رزق حاصل کر تائیا عقل و خرد زائل کر دینے والی شراب۔ ایک اور ضمنی اشارہ شراب کی حرمت کی طرف بھی ہے کہ وہ پاک رزق نہیں۔^{xii}

مدنی دور:

حرمتِ خمر پر ایک ضمنی سا اشارہ لیے ہوئے اہل عقل و خرد کے لیے مکہ میں ایک آیت تو نازل ہو چکی تھی مگر کوئی واضح حرمت نازل نہ ہوئی۔ مدینہ میں حرمتِ خمر پر تین آیات نازل ہوئیں۔ حرمتِ خمر کے یہ تین مدارج درج ذیل ہیں:

1- حرمت کا پہلا درجہ:

حضرت عمرؓ اور حضرت معاذؓ وغیرہ نے دیکھ کر کہا کہ یہ خمر جہاں دولت کے ضیاع کا باعث ہے وہاں عقل و فکر میں فتور بھی ڈالتی ہے۔ آپؐ سے فتویٰ دریافت کیا تو مدنی دور کی حرمتِ خمر پر یہ آیت نازل ہوئی۔^{xiii}

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۚ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِّنْ نَّفْعِهِمَا^{xiv}

ترجمہ: یہ آپؐ سے خمر و میسر کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے اس میں گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

2- حرمت کا دوسرا درجہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ^{xv}

ترجمہ: "اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ سمجھنے لگو کہ کیا کہہ رہے ہو۔"

مفسرین کے مطابق غلط قرأت اس کے نزول کا باعث بنی۔^{xvi} یعنی یہ خمر کے نشے سے جو غلط قرآن ہوئی امامت کرنے والے حضرت علیؓ تھے۔^{xvii} یہاں سکر کی کے مفہوم کے متعلق مفسرین کی اکثریت کا یہ کہنا ہے کہ یہاں "خمر" کا نشہ مراد ہے۔

"والجمهور من العلماء وجماعة الفقهاء على ان المراد بالسکر سکر الخمر" xviii

3۔ حرمت کا تیسرا درجہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَزْلَامُ رَجِيسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقَعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ^{xix}

ترجمہ: "ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جو اور تھان اور فال نکلنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سوا بھی باز آجاؤ۔"

آخر میں سوالیہ انداز میں منع فرمایا کہ مذکورہ تمام برائیوں کی وجہ سے شراب اس قابل نہیں کہ اس پر اصرار کیا جائے۔ بلکہ کیا تم ان برائیوں کو جاننے کے بعد بھی اس کے پینے پر اصرار کرو گے؟ اس سے مراد یہی ہے کہ اس کو ترک کر دو کیونکہ شیطان تمہیں نماز سے دور رکھنا چاہتا ہے مگر اللہ تمہیں اس شیطانی کام سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے^{xx}

اس حکم کے بعد خمر تا قیامت حرام کر دی گئی۔

شراب اور نشہ آور چیزیں:

نبیؐ سے حجۃ الوداع کے موقع پر جب شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "شراب بذاتِ خود حرام ہے اور وہ تمام پینے کی چیزیں جن سے نشہ ہو"۔ امام مالک نے ابن شہاب زہری سے اور انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن کے واسطے سے حضرت عائشہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ "رسولؐ سے تیج (گندم اور جو سے بننے والی شراب) اور نبیذ عسل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "ہر وہ مشروب جو نشہ دے حرام ہے"۔ امام مسلم نے ابن عمرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔^{xxi}

شرابی کی سزا

قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی مقررہ سزا بیان نہیں ہوئی۔ نبی کریمؐ سے یہ روایت ہے کہ آپؐ نے شراب کی سزا میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی لیکن آپؐ شراب نوش کو کسی خاص سزا کے تعین کے بغیر جو توتوں، کپڑوں کی سونٹیوں اور کھجور کی شاخوں سے پٹواتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد میں ہاتھوں، چادروں اور جوتوں سے مارا جاتا تھا۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے چالیس کوڑے کر دیے اور جب لوگ زیادہ فسق و فجور کرنے لگے تو اسی (80) کر دیے۔

ان روایات کی بنا پر شراب نوشی کی سزا کے بارے میں جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ اس کی سزا اسی کوڑے ہیں۔ لیکن امام شافعی، ابو ثور اور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ حد چالیس کوڑے ہے۔^{xxii}

شراب کے برتن

قرآن کریم سے شراب کی حرمت واضح کی گئی جبکہ اس کے برتن جو استعمال کرنے سے منع کیا گیا ان کا تعین مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے:

"وانهاكم عن اربع: ما انتبذ في الدباء، والنقير، والحنتم، والمزفت"^{xxiii}

ترجمہ: اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں یعنی کدو کے تونے میں اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں اور سبز لاکھی برتن میں اور روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع کرتا ہوں۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَسْقِيَةِ، قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً: فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمَزْفَتِ". حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهِذَا، وَقَالَ فِيهِ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ"^{xxiv}

ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہر کسی کو مشک کہاں سے مل سکتی ہے؟ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بن لاکھ لگے گھڑے (روغن زفت لگے برتن) میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔ ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے یہی بیان کیا اور اس میں یوں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا۔ مندرجہ بالا احادیث میں جن برتنوں کا ذکر ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1- الدباء: کدو، واحد (دَبَّيَّة)^{xxv}

2- النقير: کھجور کی گٹھلی کا گڑھا، کھدا ہوا پتھر یا لکڑی، تنہ جس کو کھود کر سیڑھی جیسی بناتے ہیں، لکڑی کی جڑ جس کو کھود کر اس میں

نبیذ بناتے ہیں اور اس کی نبیذ تیز و تند ہوتی ہے۔^{xxvi}

3- الحنتم: سبز لاکھی برتن^{xxvii}

4- المزفت: روغنی برتن۔^{xxviii}

ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کی حکمت و وجوہات:

علامہ یحییٰ بن شرف نوی لکھتے ہیں ان برتنوں میں نبیذ بنانا ابتداءً اسلام میں ممنوع تھا، تاکہ نبیذ نشہ آور حد کو نہ پہنچ جائے، کیونکہ بسا اوقات انسان یہ سمجھ کر نبیذ پیتا ہے کہ وہ نشہ آور نہیں ہوگا، حالانکہ وہ نبیذ نشہ آور ہوتا ہے اور چونکہ نشہ آور مشروب کی اباحت

کا زمانہ قریب تھا۔ اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانا منسوخ کر دیا گیا اور جب کافی عرصہ گزر گیا تو نشہ آور مشروب کی تحریم مشہور ہو گئی۔ اور ان کے دلوں میں یہ حرمت راسخ ہو گئی تو پھر ان کے لئے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی رخصت دے دی گئی بشرطیکہ وہ نشہ آور مشروب کو نہ پیئیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اسی وقت تھی جب لوگوں کو ان برتنوں کی ضرورت نہ تھی، اور جب یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کو ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی، یا سابق حکم وحی سے منسوخ ہو گیا، یا سابق حکم آپ کی رائے کی طرف مفوض تھا۔
امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے کہا ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے۔^{xxix}

حوالہ جات:

- i. فیومی، احمد بن محمد بن علی المقرئ، المصباح المنیر، المكتبة العلمية، بیروت، لبنان، س-ن، 1/131
- ii. ابراہیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، مصر، مصر شرکۃ مساهمۃ، 1961ء، 1/169
- iii. لوئیس معلوف، المنجد، مترجم: مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 2009ء، ص: 221
- iv. Al-mawarid Al-waseet (concise dictionary), DAR EL-ILMLILMALAYIN, Page: 334
- v. راغب اصفہانی، امام، مفردات القرآن، لاہور، 1963 اسلامی اکیڈمی، ص: 290۔
- vi. یوسف القرضاوی، علامہ، اسلام میں حلال و حرام، مترجم: شمس پیرزادہ، (بمبئی)، س، ن، ص: 95
- vii. سورہ یوسف 12: 36
- viii. المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاثریۃ، باب 7، حدیث: 2003، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، 1412ھ، ج: 3، ص: 1087
- ix. البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاثریۃ، باب: ماجاء فی ان النمر ما خامر العقل من الشراب، حدیث: 5588، ریاض، دار السلام، 1999ء، ص: 992
- x. اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، 1973ء، 8/1040
- xi. النحل 16: 67
- xii. سید مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1976ء، 2/551
- xiii. اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، 1973ء، 8/1040
- xiv. البقرہ 2: 219
- xv. النساء 4: 43
- xvi. امام قرطبی، تفسیر قرطبی، مصر، 1967ء، 5/199
- xvii. الجلال الدین سیوطی، تفسیر الجلالین، مصر، 1941ء، 1/94
- xviii. امام شوکانی، فتح القدیر، مصر، 1/432
- xix. المائدہ 5: 90، 91
- xx. امام قرطبی، تفسیر قرطبی، مصر، 1967ء، 5/385

- .xxi ڈاکٹر عبدالعزیز عامر، اسلام میں جرم و سزا، مترجم: سید معروف شاہ شیرازی، لاہور، البدر پبلیکیشنز، 1905ء، ج: 2، ص: 34 (احکام القرآن للخصاص، 1 / 324)
- .xxii ڈاکٹر عبدالعزیز عامر، اسلام میں جرم و سزا، مترجم: سید معروف شاہ شیرازی، ج: 2، ص: 35، 36
- .xxiii البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب: وفد عبدالقیس، ریاض، دارالسلام، 1999ء، ص: 740، حدیث: 4368
- .xxiv البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاثریہ، باب: ترخیص النبیؐ فی الاوعیہ والظروف بعد النہی، ریاض، دارالسلام، 1999ء، ص: 993، حدیث: 5593
- .xxv لوئیس معلوف، المنجد، ص: 230
- .xxvi ایضاً، ص: 919
- .xxvii ایضاً، ص: 181
- .xxviii ایضاً، ص: 834
- .xxix غلام رسول سعیدی، علامہ، شرح صحیح مسلم، لاہور، فرید بک سٹال، 2000ء، ص: 253، 254

دجال کون ہو گا آحادیث کی رو سے

(بش حبیب 4th سمیسٹر)

(1)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
”کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا گیا جس نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے دجال سے ڈرایا نہ ہو، تو خوب سن لو کہ وہ کاننا ہو گا اور تمہارا رب کاننا نہیں ہے، اور اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ یعنی پیشانی پر ”کافر“ لکھا ہو گا۔“

سنن ابوداؤد، تخریج: بخ / الفتن ۲۶ (۷۱۳۱) التوحید ۱ (۷۴۰۸)، م / الفتن ۲۰ (۲۹۳۳)، ت / الفتن ۶۲ (۲۲۴۵)، تحفۃ
الأشراف: (۱۲۴۱)، وقد أخرج: حم (۳/۱۰۳، ۱۷۳، ۲۷۶، ۲۹۰) (صحیح)

(2)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی:
”دجال مشرق (پورب) کے ایک ملک سے ظاہر ہو گا، جس کو ”خراسان“ کہا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے
چہرے گویا تہ تہ ڈھال ہیں“

تخریج: ت / الفتن ۵۷ (۲۲۳۷)، تحفۃ الأشراف: (۶۶۱۴)، وقد أخرج: حم (۱/۷۴)، (صحیح) سنن ابن ماجہ

(3)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے پناہ مانگو جہنم کے عذاب سے، اللہ سے پناہ مانگو قبر کے عذاب سے، اللہ سے پناہ مانگو مسیح دجال کے فتنے سے اور اللہ سے پناہ مانگو زندگی اور موت کے فتنے سے۔"

سنن ترمذی،* تخریج: بن / عمل الیوم واللیلۃ ۱۹۲ (۵۹۰)، وح (۲/۲۹۰) (تحفۃ الأشراف: ۱۲۷۵۳) (صحیح)

(4)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صلاۃ میں کہتے سنا: "اے اللہ! میں قبر کے فتنے سے، دجال کے فتنے سے، موت اور زندگی کے فتنے سے اور جہنم کی گرمی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

۵۵۱۷ (صحیح) سنن نسائی

(5)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دجال دنیا کے ہر شہر کو ضرور روندے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ ان دونوں شہروں کے ہر راستے پر فرشتے صف بستہ پہرہ دیں گے پھر مدینہ اپنے لوگوں کو تین بار خوب زور سے ہلا دے گا پس اللہ ہر کافر و منافق کو (جو اس وقت مدینہ میں موجود ہوگا) نکال دے گا۔"

912 مختصر صحیح بخاری مترجم۔ "التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحیح"

(6)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 "مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال نہیں آسکتے۔"

صحیح مسلم، 781

قیامت کی علامات و واقعات

(بش حبیب، بی ایس 4th سمسٹر)

اسلامی عقائد کے مطابق قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں اور یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جس سے کوئی آگاہ نہیں۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ ہاں قیامت کی کچھ علامات اور مقدمات ضرور معلوم ہیں جو قیامت سے پہلے ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دس علامات پوری نہ ہو جائیں دجال، دھواں، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دابة الارض کا نکلنا، یاجوج و ماجوج، مشرق و مغرب اور جزیرہ عرب میں تین چاند گرہن، حضرت عیسیٰ کا خروج اور عدن میں آگ کا نکلنا۔ اس کے علاوہ بھی قیامت کی علامات ہیں جنہیں قیامت کی چھوٹی علامتیں کہا جاتا ہے۔ جن کا وقوع قیامت سے قریب ہو گا شق قمر، بیت المقدس کا فتح ہونا، بہت زیادہ فتنوں کا ظاہر ہونا، جھوٹے اور دجال مدعیان نبوت کا آنا۔ امام مہدی کا ظہور قیامت کی علامات میں ایک علامت کے طور پر مصادر اسلامی میں مذکور ہے۔

علمائے قیامت کی وضاحت میں جو باتیں کی ہیں انہیں چند مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

مرحلہ حشر:

جس وقت حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے اس مرحلے کا آغاز ہو جائے گا تاکہ روحیں جسموں میں واپس آجائیں۔ جسم بڑی تیزی سے مقام حساب کی طرف بڑھیں گے۔ یہاں کافی مدت کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ حالت غیر ہو جائے گی اور مزید انتظار کرنا ممکن نہ رہے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو عزت و شرف بخشے گا اور وہ مقررہ مقام پر تشریف لائیں گے اور ان کے ساتھ امت کے بزرگ بھی تشریف لائیں گے ہر وہ شخص جس نے آپ کو جھٹلایا ہو گا یا گمراہ ہو گا آپ ﷺ سے دور کر دیا جائے گا پھر تمام انبیاء اسی طرح تشریف لائیں گے۔

مرحلہ انتظار حساب

اللہ جتنا عرصہ چاہے گا لوگوں کو شدت و سختی کے ساتھ سورج کے قریب رکھے گا یہاں تک دنیا میں اعمال کے حساب سے پسینہ نکل آئے گا۔

شفاعت کبریٰ کا مرحلہ

یہ مرحلہ بھی بہت سخت ہو گا یہاں تک کہ تمام انبیاء نبی کریم ﷺ سے رجوع کریں گے اور ان سے اپنے پیروکاروں کے لیے شفاعت طلب کریں گے۔ آپ ﷺ شفاعت اور مقام محمود کے مالک ہوں گے نبی اکرم ﷺ سے کہا جائے گا شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، مانگیں عطا کیا جائے گا۔ اس کے بعد شفاعت کبریٰ عطا کی جائے گی تاکہ اللہ تعالیٰ حساب کتاب میں جلدی کرے۔

مرحلہ عرض

اس میں لوگوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

حساب کا پہلا مرحلہ

اس میں نامہ اعمال دیے جائیں گے کچھ کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہو گا اور کچھ کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

حساب کا دوسرا مرحلہ

یہ جدل اور لوگوں پر دلیل قائم کرنے کا مرحلہ ہے

میزان کا مرحلہ

اس میں میزان لگایا جائے گا جس میں تمام مخلوق کے اعمال کو عدالت کے ساتھ تولایا جائے گا۔

مرحلہ صراط

جہنم کے اوپر صراط نصب کر دی جائے گی مومن اس سے گذر کر دوسری طرف چلے جائیں گے جو کہ جنت ہے اور اور کافر جہنم میں گر جائیں گے۔

عرفات الجنۃ کا مرحلہ

اس میں مومنین کے دلوں میں موجود رنجشوں کو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور وہ بھائی بھائی بن کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور مزے سے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ

(سنبل ماریہ 6th سمسٹر)

حدیث نبوی ﷺ

((عن ابی ذر قال: خرج علينا رسول الله ﷺ قال: اتدرون ای الاعمال الحب الى الله تعالى؟ قال قائل: الصلاة و الزكاة قال قائل: الجهاد. قال النبی ﷺ: ان احب الاعمال الى الله تعالى الحب في الله و البغض في الله.))¹

ترجمہ حدیث

"ابو ذر فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد نبوی میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟ کسی کہنے والے نے کہا نماز یا زکوٰۃ اور کہنے والے نے کہا کہ جہاد۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل: اللہ کی خوشنودی و رضا کی خاطر کسی سے محبت کرنا، اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر کسی سے نفرت و بغض رکھنا ہے۔"

راوی:

جُنْدُب بن جُنَادَة نام، ابو ذر کنیت، شیخ الاسلام لقب۔ قبیلہ بنو غفار سے تھے جس کا پیشہ رہزنی تھا۔ آپ کی پیدائش حجاز میں ہوئی۔ ابتدا میں آپ نے بھی آبائی پیشہ اختیار کیا لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر سنی تو مکہ آکر اسلام قبول کر لیا۔ آپ عظیم المرتبت محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔ آپ نے غزوہ بدر، احد، خندق اور فتح مکہ میں شرکت کی۔ آپ بڑے قناعت پسند اور سادہ مزاج تھے۔ مال و زر کے معاملے میں قلندرانہ مسلک رکھتے تھے۔ آپ کی وفات سنہ 652 میں ہوئی۔

ان کا قد دراز، جسم فربہ، رنگ سیاہی مائل، داڑھی گھنی، سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔¹

شرح حدیث

تعلق باللہ

تعلق باللہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ مومن کے دل میں اللہ کے سوا کسی اور کی محبت جاگزیں نہ ہو کیونکہ جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے، اس دل میں کسی اور کے لئے محبت والا تعلق پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو بیوی بچوں، بہن بھائیوں،

رشتہ داروں اور دوستوں کی محبتیں اس عظیم محبت کے تابع ہو جاتی ہیں پھر یہ محبت جس محبت کو باقی رکھنا چاہتی ہے وہ باقی رہتی ہے اور جس کو ختم کرنا چاہتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اسی کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا:

أَوْ ثَقُّ عَزِيَّ الْإِيْمَانِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللَّهِ¹

"اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھنا ایمان کا مضبوط ترین گوشہ ہے۔"

ایمان کی حلاوت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین خصالتیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا۔

- 1۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرتا ہو۔
- 2۔ وہ جس شخص سے بھی محبت کرتا ہو محض اللہ کی (رضا) وجہ سے کرتا ہو۔
- 3۔ کفر سے نجات پانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرتا ہو جیسے آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

معنی حلاوت ایمان

ایمان کی حلاوت (مٹھاس) کا معنی یہ ہے کہ انسان کو عبادت کرنے میں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر مشقت اٹھانے میں اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں لذت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں اور اس کے احکام کی مخالفت ترک کر کے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو دنیا اور دنیا کے تمام لوگوں کی محبت پر ترجیح دے۔

امام الانبیاء ﷺ کا ایک ارشاد گرامی ہے:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اس کے والدین اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔"

اس حدیث میں ایسے شخص کے ایمان سے انکار کیا گیا ہے جو دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ سے محبت نہیں رکھتا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری ہے: قُلْ إِنْ كَانَ آبَاكُمْ

"میرے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے ماں باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے رشتہ دار، تمہارا اکما یا ہو امال، تمہاری تجارت جس میں نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکان (یہ سب چیزیں) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو اللہ کے حکم (عذاب) کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

جنت میں یا قوت کے ستون

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جنت میں یا قوت سے بنے ہوئے ستون ہیں ان کے اوپر زبرد کے بالا خانے ہیں یہ ان لوگوں کو ملیں گے جو ایک دوسرے سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لیے ہم مجلس ہوتے ہیں۔"¹

اللہ کے لیے کسی مومن سے محبت کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللَّهُ لَهُ عَلَى مَذْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ. قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ.¹

ترجمہ

"ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے دوسرے گاؤں کی طرف گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا: کہاں کے ارادے ہیں؟ وہ بولا: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا: اس کا تیرے اوپر کوئی احسان ہے جس کو نبھانے کے لیے تو اس کے پاس جا رہا ہے؟ وہ بولا: نہیں، کوئی احسان اس کا مجھ پر نہیں، صرف اللہ کے لیے میں اس کو پیار کرتا ہوں۔ فرشتہ بولا: میں اللہ تعالیٰ کا اپنی ہوں اور اللہ تجھ کو بھی پیار کرتا ہے جیسے تو اس کی وجہ سے اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہے۔"

اس حدیث میں اللہ کی وجہ سے کسی کو پیار کرنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کام کی وجہ سے محبت کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔

اللہ کے سائے کا حصول

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور اطاعت کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے؟ میں انہیں آج اپنا سایہ نصیب کروں گا کہ آج کے دن سوائے میرے سائے کے کسی کا سایہ نہیں۔"¹

اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف

علقمہ بن وقاص لیشی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو

وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی، چنانچہ جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ وہ اسے پائے گا، یا کسی عورت کے لئے ہو، کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہوگی جس کے لئے ہجرت کی ہو محبت کرو اللہ کے لئے بغض رکھو تو اللہ کے لئے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

"جو اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہے اس کے لیے بغض رکھتا ہے، اسی کے لیے خیرات دیتا ہے، اور اسی کے لیے روکتا ہے، اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔"¹

ایمان کی سربلندی

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أوثق عرى الإيمان، الموالاة في الله والمعاداة في الله والحب في الله والبغض في الله“
”ایمان کی بلندی یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی ہو، اللہ کے لیے دشمنی ہو، اللہ کے لیے محبت ہو اور اللہ کے لیے بغض ہو۔“¹

اللہ کی خاطر محبت کی پہچان

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی پہچان یہ ہے کہ کسی آدمی کی دینداری، علم، کثرت عبادت، حسن اخلاق اور لوگوں کے ساتھ بہترین معاملات کی بنا پر محبت کی جائے گویا یہ اس کی ایمان باللہ اور فرمانبرداری کی بنا پر محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے بغض کی پہچان اس کے گناہوں اور دین کے معاملات کو حقیر جاننے کی وجہ سے اس سے نفرت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور دشمنی ایمان کا مضبوط ترین کڑا ہے، اس لیے ہم پر فرض ہے کہ ہماری محبت اور دشمنی کا معیار اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور دشمنی کی بنا پر ہو، اللہ کے محبوب بندے سے محبت کرنا ضروری ہے، اگرچہ طبعی میلان اس کی طرف نہ بھی ہو اسی طرح اللہ کو جو پسند نہیں اس سے نفرت ضروری ہے اگرچہ ہمارا اس کی طرف طبعی میلان ہو یہی وہ چیز ہے جسے مضبوط کڑا تھا منے سے تعبیر کیا گیا ہے

کیا قرآن بیوی کو مارنے کا حکم دیتا ہے؟

(بش حبیب، بی ایس 4th سمسٹر)

غیر مسلموں کا ایک طبقہ خصوصاً عیسائی مشنریز یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام مرد کو عورت پر ہاتھ اٹھانے اور اسے مارنے کا حکم دیتا ہے۔ گزشتہ کچھ دنوں سے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا شیرانی کے بیان کو لے کر لبرل طبقے نے بھی اسی انداز میں طوفان اٹھایا ہوا ہے۔ عیسائی معترضین قرآن مجید سورۃ نساء کی آیت 34 کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے اسلام کو نشان بناتے ہیں اور لبرلوں نے فی الحال مولانا شیرانی کی آڑ لی ہوئی ہے۔

مسئلے کی حقیقت سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قرآن کے کسی بھی ایک لفظ یا ایک آیت کو لے کر اس کی من مانی تشریح کرنا اور اپنا مقصد ثابت کرنے کے لئے استعمال کرنا کوئی درست اور منطقی علمی طریقہ نہیں ہے۔ ہر آیت کو اس کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی اطوار و تعلیمات کے ساتھ ملا کر اس کا معنی سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

اب چند باتوں پر غور کیجیے:

- 1- اسلام شادی کے بعد مرد و عورت دونوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ اپنے شریک حیات تک محدود رہیں۔
- 2- اپنے شریک حیات کے سوا کسی سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کو سختی سے روکتا اور منع کرتا ہے۔
- 3- عورت کو ہلکی پھلکی سزا دینے کی اجازت بے قید اور غیر مشروط نہیں ہے ناہر صورت میں جائز ہے۔ آئیے آیت کے سیاق و سباق کو دیکھتے ہیں:

”... چنانچہ نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اسکے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلے) انہیں سمجھاؤ اور (اگر اس سے کام نہ چلے تو) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو۔ (اور اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) انہیں مار سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انکے خلاف کاروائی کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کے اوپر، سب سے بڑا ہے۔ (قرآن 4:34)

یہ آیت وضاحت کرتی ہے کہ یہ اجازت صرف ان حالات میں ہے جب عورت سرکشی کی اس حد تک پہنچ جائے کہ اسکو روکنے کا کوئی اور طریقہ نارہ ہے سوائے طلاق کے۔ ایک دفعہ دوبارہ پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس سرکشی کا یہ لیول ایسا ہے کہ اسے سے ایک شریف اور باوقار عورت کی اپنی عظمت بھی مجروح ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

4- جب کوئی عورت ایسے کسی عمل میں مبتلا ہوتی ہے تو عورت کا رویہ نہ صرف مرد کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے بلکہ اسے بد دل کرنے اور کسی اور کی طرف راغب ہونے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ایسی سٹیج نا صرف ان دونوں کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے بلکہ پورے خاندان اور معاشرے پر بھی اثر چھوڑتی ہے۔ چنانچہ یہاں جسمانی سزا کی اجازت اعتدال کے لیے اور اس برائی سے نجات کے لیے ہوتی ہے۔

اس سزا کی اجازت انتہائی حالات میں ہے۔۔!

1. اس انتہائی صورت حال میں بھی مارنا آخری آپشن رکھا گیا ہے۔ سب سے پہلے نصیحت کرے، اگر اس کا مثبت نتیجہ نہ نکلے تو بستر سے علیحدہ ہو جائے اور اگر یہ طریقہ بھی ناکام ہو جائے تو تب آہستگی سے تادیب مارنے کی اجازت ہے۔

2. اگر ایک دفعہ ایسا کرنا پڑ گیا تو اسکے بعد فوراً بعد احتیاط کرنے کا حکم دیا گیا ہے ”اگر وہ اپنی اصلاح کر لے تو تم ان پر زیادتی کا کوئی راستہ مت تلاش کرو“

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ہمیں حضور ﷺ کی احادیث کو بھی مد نظر رکھنا ہوتا ہے۔ آیت میں مذکور لفظ نشوز صحن کی وضاحت خطبہ حجۃ الوداع میں بھی کی گئی۔ چند دفعات پیش ہیں

۱۔ وہ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں۔ ۲۔ وہ تمہارا بستر کسی شخص سے پامال نہ کرائیں۔ ۳۔ وہ تمہارے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، مگر یہ کہ تمہاری اجازت سے۔ ۴۔ اگر وہ عورتیں (ان باتوں) کی خلاف ورزی کریں تو تمہارے لیے اجازت ہے کہ:

۱۔ تم انہیں بستروں پر اکیلا، تنہا چھوڑ دو۔ 2۔ (ان پر سختی کرو) مگر شدید تکلیف والی چوٹ نہ مارو (اگر مارنا ہی چاہو)۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ عمل جسمانی کی بابت نسبت نفسیاتی زیادہ ہے اور اس کا مقصد زوجین کے درمیان عفت، باہمی محبت اور انسیت کو قائم رکھنا ہے۔ اگر عورت کے ایک غلط طرز عمل کی جانچ نہ کی جائے تو یہ بات یقینی ہے کہ تعلقات پر بہت منفی اثرات پڑتے ہیں۔

خاوند کی سرکشی کی صورت حال میں بیوی کو ایسے عمل کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

یاد رکھیے شوہر قانونی ”دوسری“ بیوی رکھنے کا مجاز ہے جب کہ عورت ایک وقت میں دو شوہر نہیں رکھ سکتی جس کی وجوہات واضح ہیں۔ یعنی مرد کے پاس ایک ہی وقت میں آپشن موجود ہوتے ہیں۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور نفسیاتی اور جسمانی فرق اور حقیقی زندگی کے حقائق کو دیکھتے ہوئے بیوی کی شوہر کو اس طریقے سے نصیحت کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہ شوہر کو درست کرنے کے لیے ایسے مسئلے کو عدالت یا خاندان کے بڑوں کے سامنے لے کر جاسکتی ہے۔ ایک شرعی ریاست ان مسائل کے حل کا باقاعدہ انتظام کرتی ہے۔ شوہر کو ریاست کی طرف سے پابند کیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے۔ مزید اگر عورت محسوس کرتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ کسی وجہ سے نہیں رہ سکتی تو عورت کو اجازت ہے کہ وہ خلع لے کر علیحدگی اختیار کر لے، مگر جب تک وہ عقد نکاح میں موجود ہے اس کی ذمہ داری ہے

کہ خاوند کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اسکے ساتھ وفادار رہے۔ مرد وزن کے باہمی تعلق کی درستگی ہی ایک خوبصورت معاشرے کی بنیاد ہے۔

ایک غیر مستند روایت:

:کچھ لوگ ایک روایت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ ایسے ہے: عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا (سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۱۴۷۔ علامہ البانی نے اس کو ضعیف اور غیر مستند قرار دیا ہے) البانی کے علاوہ، شیخ احمد شاہ اور شعیب ارنوط نے بھی اس کو اپنی مسند احمد کی درجہ بندی میں ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن کثیر نے بھی مسند الفاروق 1/182 میں اس کی روایت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

خلاصہ:

اسلام میں اللہ کو امت کی اجتماعیت نہایت زیادہ عزیز ہے اور اس اجتماعیت کو توڑنے پر سخت وعیدیں ہیں۔ اس اجتماعیت کا سب سے پہلا پتھر میاں بیوی کا صحیح تعلق ہے جس کی بنیاد پر پھر آگے چل کر پوری امت کھڑی ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ مرد کو قومیت کا درجہ دیتا ہے اور تاریخ گواہ ہے جہاں قومیت متاثر ہوئی ہے وہاں انار کی اور انتشار نے جنم لیا ہے۔ مغرب میں خاندان کے ادارے کے تباہ ہونے کا حال دیکھ لیجیے۔ اب جب یہ اجتماعیت امت کی بنیاد ہے تو فطری بات ہے کہ اس عظیم ترین مقصد کا حصول اگر کسی درجے میں سختی سے بھی ممکن ہو تو روا ہے۔ قرآن میں ایسا کرنے کی اجازت قومیت کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے کے بعد دی گئی ہے جس کے لیے نشوز کا لفظ لایا گیا ہے۔ نشوز عورت کی طرف سے وہ اعلیٰ درجے کی سرکشی ہے جو خاندانی نظم تباہ ہونے پر منتج ہوتی ہے۔ اس میں عام روزمرہ کی جھج جھج داخل نہیں۔ اس پر ضرب کا حکم ہے لیکن اس کی جو حدود حدیث نے بتائی ہیں اس کی رو سے عرف عام والی مار کا اس پر اطلاق بھی نہیں ہوتا۔

نوٹ: ہماری یہ تحریر صرف ان قارئین کے لیے ہے جن کے نزدیک خاندان کی کوئی قیمت ہے جو معاملات، تعلقات میں کسی حد کے قائل ہیں۔ جو دین و دنیا میں ہر طبقہ کے لیے یہ توضیح بالکل نہیں۔ بقول ایک محقق ہمیں یقین ہے کہ ہم اس آیت کے حکم کو جتنا بھی لائیٹ کر لیں، یہ اس "جدید حلق" سے نیچے نہیں اترے گی جو جدید ذہن یہ کہتا ہو کہ بیوی کو بیوی ہونے کے باوجود معاشرے کے لیے شخصی آزادی ہے۔ وہ اس تحدید کو کبھی نہیں مانے گا۔

یہود و نصاریٰ کی خرابیاں سورۃ المائدہ کی روشنی میں

(سنبل ماریہ 6th سمسٹر)

یہود

یہود یہودیت کے پیروکاروں کو کہتے ہیں جو قدیم بنی اسرائیل کی اولاد ہیں۔ اسرائیل کے معنی ہیں عبد اللہ یا بندہ خدا یہ حضرت یعقوب کا لقب تھا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ وہ حضرت اسحاق کے بیٹے اور ابراہیم کے پوتے تھے انہی کی نسل کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

نصاریٰ

سید مودودی کا موقف ہے لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ ”نصاریٰ“ کا لفظ ”ناصرہ“ سے ماخوذ ہے جو مسیح علیہ السلام کا وطن تھا۔ دراصل اس کا ماخذ ”نصرت“ ہے، اور اس کی بنا وہ قول ہے جو مسیح علیہ السلام کے سوال من النصاریٰ الی اللہ (خدا کی راہ میں کون لوگ میرے مددگار ہیں؟) کے جواب میں حواریوں نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ (ہم اللہ کے کام میں مددگار ہیں)۔ قرآن مجید نے اسی لیے مسیح کے ماننے والوں کو مسیحی یا عیسائی کے نام سے یاد نہیں کیا ہے۔ بلکہ انہیں یاد دلایا ہے کہ تم دراصل ان لوگوں کے نام لیوا ہو جنہیں عیسیٰ ابن مریم نے پکارا تھا کہ من النصاریٰ الی اللہ ”کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے“ کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ ”ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں“۔ اس لیے تم اپنی ابتدائی اور بنیادی حقیقت کے اعتبار سے نصاریٰ یا انصار ہو۔ لیکن آج عیسائی مشنری اس یاد دہانی پر قرآن کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے الٹی شکایت کر رہے ہیں کہ قرآن نے ان کو مسیحی کہنے کے بجائے نصاریٰ کے نام سے کیوں موسوم کیا!

یہود و نصاریٰ اور سورۃ المائدہ

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہود و نصاریٰ کی خرابیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ موضوع بحث سورۃ مائدہ میں یہود و نصاریٰ کی بیان کردہ خرابیاں ہیں

تقریباً تیرہ آیات ایسی ہیں جن میں انکی خرابیوں کے ساتھ ان کو تنبیہ بھی کی گئی ہے۔ مذکورہ آیات میں انکی خرابیوں کا ذکر ملتا ہے۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ (المائدہ: ۱۳)

وہ لوگ تورات کے الفاظ کو اپنی (اصل جگہ) سے بدلتے ہیں انھوں نے اس نصیحت کا ایک حصہ بھلا دیا ہے جو ان کو کی گئی تھی۔

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ (المائدہ: ۱۴)

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، ہم نے ان سے بھی عہد لیا، لیکن انہوں نے بھی اس کا بیشتر حصہ بھلا دیا، اس کتاب سے جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (المائدہ: ۷۲)

بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح ابن مریم ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ (المائدہ: ۱۸)

اور یہود اور نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا

نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ (المائدہ: ۱۹)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول، رسولوں کے وقفے کے بعد تمہارے لئے دین کو واضح کرتا ہوا آگیا ہے، مبادا تم کہو ہمارے

پاس کوئی بشارت دینے والا اور ہوشیار کرنے والا تو آیا ہی نہیں، دیکھ لو! ایک بشیر و نذیر تمہارے پاس آگیا ہے۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ

تو تم اور تمہارا خداوند جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتَوْكَ تَحْرِفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ لَّهُمْ فِي

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (المائدہ: ۴۱)

وہ لوگ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں حالانکہ ان کے دل مومن نہیں ہیں، اور وہ جو یہودی ہیں، جھوٹ بولنے کے لیے

جاسوسی کرتے ہیں وہ دوسری جماعت کے جاسوس ہیں جو تجھ تک نہیں آئی، بات کو اس کے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ

تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہنا، اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے پھر تو اللہ کے ہاں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا، یہ

وہی لوگ ہیں جن کے دل پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ نہیں کیا، ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب

ہے۔

سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ (المائدہ: ۴۲)

جھوٹ بولنے کے لیے جاسوسی کرنے والے ہیں اور بہت حرام کھانے والے ہیں

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُوعًا وَلَعِبًا (المائدہ: ۵۸)

اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ

اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے،

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ: ۷۳)

البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا بے شک اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

آیات کی توضیح و تشریح

عہد شکنی اور کلام اللہ میں تحریف : یہود کی مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ سے دغا بازیاں اور فریب کاریاں رہی ہیں انہوں نے مختلف اوقات میں مختلف چالوں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں جیسا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو گوشت کے اندر زہر دیا۔¹ ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ یہود کی فریب کاریوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ انہوں نے موسیٰ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ عہد کیا تھا وہ تورات پر عمل کریں گے اور ارض مقدس سے کنعانیوں کو نکالیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا اس کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة

اسی وجہ سے ان کے دل سخت ہو گئے انہوں نے حق کو سنا اور نہ ہی قبول کیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة (المائدہ: ۷۳)

اور اپنی خواہشات کے مطابق انہوں نے کلام الہی تورات میں ان آیات کی جو عیسیٰ اور رسول ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتی تھیں تاویل بھی کی اور تحریف بھی۔

تحریف دو طرح سے کی گئی:

- الفاظ میں تحریف: الفاظ میں تقدیم و تاخیر اور کمی و زیادتی کی گئی
 - معانی میں تحریف: لفظ کے اصل معنی چھوڑ کر بغیر کسی قرینہ کے کوئی اپنے مطلب کے مطابق معنی مراد لیے جانے لگے۔
- اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نصاریٰ کی حالت بالکل یہود کی طرح تھی۔ جب نصاریٰ نے عہد شکنی کی تو پھر اللہ نے ان کے درمیان عداوت ڈال دی جو قیامت تک رہے گی اور وہ فرقوں میں بٹ گئے جو ایک دوسرے کو کافر کہتے اور اپنے عبادت خانوں میں نہیں آنے دیتے مکائیہ فرقہ یعقوبیہ کو اور یعقوبیہ مکائیہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔

نصاریٰ کا کفر خاص

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب پر عام حجت قائم کر کے ان کا حق سے اعراض کرنا اور اسلام نہ لانے کو واضح کرنے کے بعد پھر نصاریٰ کا کفر خاص کر بیان فرمایا ہے۔

نصاریٰ کے مندرجہ ذیل تین فرقے بن گئے تھے۔

- فسطور یہ: یہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔
- ملاکیہ: یہ حضرت عیسیٰؑ کو تین خداؤں میں سے ایک مانتے تھے۔
- یعقوبیہ: یہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کے ساتھ متحد مانتے تھے¹

1- کیتھولک 2- ارتھوڈکس 3- پروٹسٹنٹ

آخر الذکر مذہب تقریباً چار صدیوں سے مارٹن لوتھر نامی راہب کے ہاتھوں امریکہ، برطانیہ اور جرمن میں بہت زیادہ پھیلا ہے۔¹ لیکن عیسائیوں کے تمام فرقے عیسیٰؑ کے الہ ہونے کے قائل تھے اور عیسیٰؑ بن مریم کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے جیسا کہ یعقوبیہ کہا کرتے تھے کہ آدمؑ اللہ کی نافرمانی کی بنا پر جنت سے نکالے گئے اس نافرمانی کا اثر اولاد آدمؑ پر بھی ہوا اور اس میں نافرمانی کی جرات پیدا ہو گئی جس سے آدمؑ کی اولاد ہمیشہ جہنم کی حقدار ٹھہری پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ترس کھاتے ہوئے آسمان سے عیسیٰؑ کی شکل میں دنیا پر آئے اور بنی آدم کے گناہوں کے بدلے بطور کفارہ سولی پر چڑھ گئے۔

ابن اللہ ہونے کا دعویٰ

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تردید کرنے کے بعد اب یہودیوں اور عیسائیوں کا مشترکہ رد کیا ہے انھوں نے خالق کائنات کے ذمہ جھوٹ لگایا تھا ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب فرزندوں کی اولاد ہیں جن کو اس نے نبوت سے نوازا تھا جیسا کہ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کو فرمایا تھا کہ انت ابنی بکری اور اسی طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ سے نقل کرتے تھے انہی زاہب الی ابی و ابیکم کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جانے والا ہوں۔

رسولوں کا انکار

ابن عباس فرماتے ہیں رسول ﷺ نے یہودیوں کو ایک دن اسلام لانے کی رغبت دلائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا یہودیوں نے اسلام لانے سے انکار کیا، پھر حضرت معاذ بن جبلؓ اور سعد بن قتادہ عقبہ بن وہاب نے یہود سے کہا تم اللہ سے ڈرو بلاشبہ تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی نبوت کے متعلق تم خود ہی ہمیں خبریں دیا کرتے تھے اور اوصاف بیان کیا کرتے تھے یہ سن کر رافع بن حریہ اور وہب بن یہود نے کہا ہم نے تم سے کبھی (اس نبی ﷺ) کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ ہم تو کہتے ہیں موسیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بھیجا اور نہ ہی تورات کے بعد کوئی کتاب نازل ہوئی، پھر اللہ نے ان کی تکذیب میں یہ آیت (المائدہ 19) نازل فرمائی۔

حکمت و دانائی

تکلیفیں خدا کی رحمت

(عبدالوحید اسد، ایم اے 1st سمسٹر)

انسان کی زندگی نشیب و فراز کا مرکب ہے۔ خوشی اور غم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ بعض اوقات ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی ساری تکلیفیں دے دی ہیں اور فلاں آدمی تو بڑا خوش قسمت ہے اسے کبھی کوئی بیماری کوئی تکلیف نہیں آئی۔ حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے۔ اللہ ہمیشہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے خصوصاً مومنوں پر۔ مجھے کئی لوگ ملے اور یہ کہا جب ہم توبہ کرتے ہیں، رب کے حضور جھکتے ہیں، عمل صالح کرتے ہیں تو ہم پر ہمارا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے ہمارے معیشت کو پر اگندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب ہم گناہ کریں تو ہمارا رزق وسیع کر دیا جاتا ہے جیسے مشہور ملحد صفوان بن جہم اپنے پیروکاروں کے ساتھ نکلتا اور کسی کوڑھ والے مریض کے پاس جا کر کہتا دیکھو ارحم الرحمن ایسا کرتا ہے؟ حالانکہ رحمت ایسی صفت ہے جس کا تقاضا بندے تک مفادات اور منافع کا پہنچانا ہے۔ ڈاکٹر بعض اوقات مریض کو کڑوی دوائی دے دیتا ہے۔ باپ اپنے بچے کو ادب سکھانے کے لئے مارتا ہے تو اس کا دشمن نہیں ہوتا بلکہ اس پر مہربانی اور شفقت کر رہا ہوتا ہے۔ جو درحقیقت اس کے فائدہ میں ہوتا ہے۔

مومن کی تکلیفوں کی حکمتیں:

مومنوں کو جو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ وہ رب کی رضا اور احتساب کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں۔ اور کافر کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں ہوتا۔

"ان تکنونوا تالمون فانهم یالمون کما تالمون، وترجون من اللہ مالاً یرجون" (النساء: ۱۰۴)

اور حدیث پاک ہے:-

"والذی نفسی ببیدلای قضی اللہ من قضا، الا کان خیر الہ، ولیس ذالک الا لہم من، (ا ب ج)"

(صحیح مسلم جلد 4)

مومن کے لئے تو کلی خیر ہے۔ مومن کے لئے تو بھلائی ہی بھلائی ہے حتیٰ کہ اگر اسے کائنات بھی چھ جائے تو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"من یرد اللہ بہ خیرا یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ" (صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث ۷۱)

اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، تاکہ وہ اس پر صبر کرے اور اسکے درجے بڑھا دیے جائیں۔

ابوداؤد شریف میں حضرت محمد بن خالد سلمیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
 "ان العبد اذا سبقت له من الله منزله لم يبلغها بعمله ابتلاه الله في جسده او في ماله او في ولده صبره على حتى يبلغه المنزلة التي سبقت له من الله "
 یعنی جب بندہ اپنے اعمال سے اتنا بلند رتبہ حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے جب وہ صبر کرتا ہے جو کہ اولوالعزم رسولوں کا شیوہ ہے فاصبر كما صبر أولوا العزم من الرسل اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا کر اور نیکیاں بڑھا کر اسے وہ مرتبہ مقام عطا فرماتے ہیں جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے رب سے ایسے ملتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا ترمذی شریف میں ہے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 "لا يزال المؤمن في الابتلاء حتى يلقى الله تعالى و ما عليه من خطيئ"
 کوئی مومن مرد بیماری میں مبتلا ہو کر ایسے گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے جیسے بھٹی سے سونا کنڈن بن کر نکلتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب قیامت کے دن رب تعالیٰ بیماروں تکلیف والوں کو جزائیں عطا فرمائیں گے تو تندرست اور توانا لوگ عرض میں کریں گے کہ کاش ان کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور آج یہ بھی اجر کے مستحق ہو جاتے

رب کی رضا کا حصول

ایک بندہ مومن کے لئے رب کا راضی ہونا اس سے بڑھ کر خوشی اور فرحت کی بات نہیں ہو سکتی۔ مشہور صوفی بزرگ خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں

لطف سخن دم بدم

قہر سخن گاہ گاہ

این وی سخن واد واد

تے اوں وی سخن واد واد

شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں کہ اے بندے خدا کا رزق کھا کھا کر تیرے ڈانٹ ٹوٹ گئے ہیں۔ پھر بھی تو رب کا شکر ادا نہیں کرتا۔
 رب جس حال میں رکھے اسی حال میں خوش رہنا چاہئے۔ راضی برضا رہنا چاہئے یہ جو وقتی طور پر تکلیفیں آتی ہیں جو کہ دراصل ہماری تہذیب اور بہتری کے لیے ہوتی ہے۔ ان پر ناشکری اور ناصبری کرنے کے بجائے شکر اور صبر کا دامن تھامنا چاہئے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

حجاب۔۔!!

(بش حبیب، بی ایس 6th سمسٹر)

جون ایلینے کہا تھا:

آزادی نسواں کے علمبردار حقیقت میں عورت کی آزادی کے نام پر عورت تک پہنچنے کی آزادی چاہتے ہیں۔
اٹلی کے انٹیر منسٹر رابرٹ مارونی سے جب کہا گیا کہ جناب! ضرورت اس امر کی ہے حجاب کے بین لاپہ دستخط کر ہی دیا جائیں
! رابرٹ مارونی اس وقت چائے کا گہاتھ میں لیے کھڑے تھے، سامنے لگے پورٹریٹ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے، اگر کنواری
ماں مریم اپنی تمام تصویروں میں حجاب پہنے ظاہر کتنا ہو سکتی ہے، تو تم کون ہوتے ہو مجھے کہنے والے کہ میں حجاب بین لاپہ دستخط کر
دوں؟؟؟؟

یمن کی عرب لڑکی توکل کامران کو جب نوٹیل پرائز کے لیے نامزد کیا گیا جب وہ سپیج کرنے ڈانس پہ آئی تو سٹیج سیکٹری نے مائیک
میں سوال کیا۔ حیرت ہے آپ اک پڑھی لکھی خاتون ہیں پھر بھی حجاب کرتی ہیں؟ اس نے کہا۔ زمانہ قدیم میں جب لوگ جاہل
تھے تو ننگے تھے، کپڑوں سے باہر تھے، جو کچھ آج میں پہنے کھڑی ہوں یہ تہذیب انسانیت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے ناکہ رجعت
پسندی! اب اگر کوئی کپڑوں سے باہر آتا ہے تو وہ زمانہ قدیم کو تنزیل، رجعت پسندی ہوگی!!

علی ہجویریؒ نے کہا تھا:

عادت بھی حجاب ہے!

یعنی عادات و اطوار میں اک بچ بچاؤں الگ تھلگ ملبوسیت کے جیسا ہی حجاب ہے۔
فرانس، جرمنی، ناروے، کینیڈا، ہالینڈ، مشرقی مغربی یورپ میں بل دھونس، ہندو کی نوک پہ حجاب پہ پابندی کے بل کرائے گئے،
راہ چلتی مسلم خواتین کو عبائیوں سے پکڑ کر سڑکوں پہ گھسیٹا گیا جرمانے عائد کیے گئے جیلوں میں ڈالا گیا، فقط اپنی مرضی کے کپڑے
زیب تن کرنے پر؟ تف کہوں عقل پہ کیا زمانے نے اتنی ترقی کر لی کہ اب اپنی مرضی سے کوئی عورت کپڑے بھی نہیں پہن سکتی؟
؟؟

کیا یہ آزادی اظہار ہے؟؟؟

ایک آدمی سڑک بیچوں بیچ جا رہا تھا، زور زور سے گول دائرے میں بانس کا ڈنڈا گھما رہا تھا، بانس کی نوک اک راگیر کی ناک کے
قریب سے گزری تو اُس نے اُسے روک کر پوچھا!

جناب یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟؟ اس نے کہا میں اپنی آزادی کا اظہار کر رہا ہوں، راگیر نے کہا، دیکھیے جناب! درست مگر یاد رہے!

آپکی آزادی وہاں ختم ہو چکی ہوتی ہے جہاں سے میری ”ناک“ شروع ہوتی ہے! —
 حیرت تو یہ کہ اس پہ پابند سلاسل کرنے والے کہاں کے روشن دماغ ہوئے جاتے ہیں؟
 ہمیں کہتے ہیں کہ سناں کی نوک نے اسلام رائج کیا۔ کیا ابھی یہ کوئی جواز رکھتے ہیں کہ بہ نوک بندوق پابند سلاسل بے حیائی، روشن خیالی پھیلانے والے یہ نہیں تو کون ہیں؟؟ حجاب جرمانہ و جیل کی نوک پہ ضبط کرنے والوں کو کروڑ ہا بار سیلوٹ مارنے کو دل کرتا ہے اپنی تہذیب کی چورن آزادی اظہار کے نام پر بیچتے بیچتے، ہمارے شعائر جب روبرو ہوں تو ہم اپنے آزادی اظہار حق کو یک دم ناجانے کیوں کھودیتے ہیں۔ یہ یک طرفہ آزادی اظہار رائے کیا انکی ضمیر کی عدالت میں انہیں رسوا نہیں کرتا؟؟
 ان یک طرفہ بے غیرتوں میں انہی میں سے کوئی ایک آدھا صاحب ظرف بھی ہوتا ہے جو انہی کے منہ پہ تماچہ جڑ کے انہیں انکی اصل سے آشکار کرتے ہوئے کہتا ہے! —

یورپ کی انسانی حقوق کونسل کے کمشنر تھامس ہمار برگ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ”اس طرح کے اقدامات سے خواتین کو آزادی دینے کی بجائے انھیں معاشرتی زندگی سے ہی نکال باہر کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت برقع پر پابندی، یورپ کے انسانی حقوق کے معیارات اور خاص طور پر کسی کی نجی زندگی اور ذاتی شناخت کے احترام کے منافی ہے۔ جس طریقے سے مسلم خواتین کے لباس کے معاملے کو اچھالا جا رہا ہے، اس سے نمٹنے کے لیے بحث اور قانون سازی کی ضرورت ہے!

امریکا ہی کی ایک ہسپانوی النسل نو مسلمہ نے اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ”جب میں مغربی لباس میں ہوتی تھی تو مجھے خود سے زیادہ دوسروں کا لحاظ رکھنا پڑتا تھا، گھر سے نکلنے سے پہلے اپنی نمائش کی تیاری، ایک کرب انگیز اور مشکل عمل تھا۔ پھر جب میں کسی اسٹور، ریسٹورانٹ یا کسی ایسے مقام پر جہاں بہت سارے لوگ جمع ہوں، جاتی تھی تو خود کو دوسروں کی نظروں میں جکڑی ہوئی محسوس کرتی تھی، میں بظاہر آزاد و خود مختار ہوتی تھی؛ لیکن فی حقیقت دوسروں کی پسند و ناپسند کی قیدی ہوتی تھی، پھر یہ فکر بھی لاحق رہتی تھی کہ جب تک حسن اور عمر ہے، لوگ میری طرف متوجہ ہیں، عمر ڈھل جانے کے بعد خود کو قابل توجہ بنانے کے لیے مجھے اور زیادہ محنت کرنی پڑے گی؛ لیکن اب اسلامی پردے نے ان الجھنوں سے مجھے یکسر بے فکر و آزاد کر دیا ہے۔! —

فقط حجاب پر ہالینڈ نے فی کس ایک سو پچاس یورو جرمانہ عائد کا قانون بنا رکھا۔

پھر انکے منہ پر انہی کی تہذیب کی کیچڑ میں لتھڑا ہوا ہاتھ اٹھتا ہے، تماچہ جڑ دیتا ہے!

فرانس کے بزنس مین نے جب دیکھا کہ فرانس میں حجاب پہ پابندی لگادی گئی ہے تو اس نے کہا۔

مسلمان عورتیں حجاب کا حق رکھتی ہیں وہ حجاب جاری رکھیں فی یوم کے حساب پورے فرانس میں ایک بھی موجود مسلم خاتون کا جرمانہ میں ادا کروں گا! —

تم دراصل ہمارے شعائر کی جوتی کی انی کی برابر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ پانی راستہ خود بناتا ہے پل باندھیں گے تو حد سے تجاوز کر کے پل سے بہہ نکلے گا،

اکبر الہ آبادی نے کہا تھا:

یہی ہے عقدہ کشائی قوم تو اک دن
ازار بند کو کہہ دیں گے جس بے جا ہے

مسلمانوں کا رویہ

(منش حبیب، بی ایس 4th سمسٹر)

ایک مسلمان کا رویہ متوسط ہونا چاہئے کیونکہ قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت نمبر 143 میں ارشاد ہے ہم نے تمہیں ایک ”امت وسط“ بنایا ہے، تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں۔ اس آیت کے مطابق گواہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم مسلمانوں نے پوری دنیا کو اپنے دین کو ایک مثبت پہلوں کے طور پر دکھانا ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو تم پر جو باحیثیت امت ذمہ داریاں عائد ہوئیں تھیں تم ان پر پورا نہیں اترے۔ ایسی صورت حال میں ہم انبیاء کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر گواہ بنیں گے۔ اور پوری دنیا کو اسلام کا مثبت چہرہ دیکھانے کے لیے مسلمانوں کو اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد میں بھی متوسط رویہ اختیار کرنا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کو نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ خدا کے برابر کرنا چاہئے۔ اور اللہ کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدد کے لیے پکارنا، یہ بھی غلط ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جیسا انسان سمجھیں اور ان کو کسی خاطر میں نہ لائیں۔ بلکہ ہمیں درمیانی روش اختیار کرنی چاہئے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی خدائی صفات کے حامل ہیں اور نہ ہی وہ ہم جیسے انسان ہیں۔ بلکہ اللہ کے بعد سب سے عظیم ہستی وہ ہیں۔ اور ان کی ہی تعلیمات ہمارے لیے واحد نجات دہندہ ہیں۔ اسی طرح باقی فقہی مسائل پر بھی ہمیں یہی روش اختیار کرنی ہے۔ کہ نہ تو ہم ایک انتہا پر ہوں اور نہ دوسری۔ یہی متوسط عقائد ہمیں معاشرے میں اتحاد کو قائم کرنے اور یہود و نصاریٰ سے لڑنے میں کارآمد ثابت ہوں گے۔ مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں متوسط عقائد رکھ سکتے ہیں تو باقی چیزوں میں کیوں نہیں رکھ سکتے؟

خدا را یہود و نصاریٰ کی سازش کو سمجھیے۔ وہ ہمارے دشمن ہیں کبھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے۔ وہ ہمیں لڑوا کر پوری دنیا پر اپنا قبضہ کر رہے ہیں۔ وہ تمہاری چیزیں ہیں۔ تمہاری اقدار ہیں۔ اور وہ تمہیں صرف ان عقائد کی وجہ سے لڑوا رہے ہیں۔ خدا را اپنے عقائد کو متوسط کر کے دنیا کو اسلام کا ایک مثبت پیغام دیں۔ اور یہود و نصاریٰ والی غلطیوں نہ دوہرائیں۔ اللہ ہم مسلمانوں کو مضبوط بنائے آمین!

وبالوالدین احسانا

(محمد سلمان شفیق، ایم اے سال اول)

میں اس عنوان پر لکھنے جا رہا ہوں۔ جو اس دنیا میں عظیم رحمت اور عظیم ہستیاں ہیں اور ان کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ وہ ہستیاں ہیں ماں اور باپ۔ یہ ایک ایسی رحمت اور شفقت ہیں کہ ان پر جتنا لکھا جائے کم ہے بلکہ مجھے ذاتی طور پر لگتا ہے کہ ماں اور باپ جیسے عظیم رشتے اور رحمت و شفقت کو ہم الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

ماں کے خالص اور سچے پیار کو ہم میں سے کوئی بھی جان نہیں سکتا اور باپ کا مقام بھی بلند مرتبے پر فائز ہے لیکن پھر بھی اسکو مختصر اقلیم بند کرتا ہوں۔

ماں باپ کی خدمت

جب بھی میرے دل کی مسجد میں تیری یادوں کی اذان ہوتی ہے
میں اپنے آنسوؤں سے وضو کر کے تیرے جینے کی دعا کرتا ہوں

میری زندگی کا قصہ تمام آپ ہوا ابو
میری زندگی کا دوسرا نام آپ ہوا ابو

انہیں اف تک نہ کہنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے عزت و تعظیم سے بات کرنا اور ان کے لیے عاجزی اور نرم دلی اختیار کرنا اور عرض کرنا کہ میرے رب! تو ان دونوں پر ایسے رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھ پر کیا" رب العالمین کے ارشاد کے مطابق اف تک ناکہنا سے مراد یہ ہے کہ والدین کے ساتھ نرمی کی جائے۔ اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے، انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف یا اذیت پہنچنے نہ دی جائے اور ماں باپ کے لیے کوئی ایسا لفظ نہ نکالا جائے جو ان کے لیے دلی تکلیف و رنج کا باعث بنے۔ اللہ نے والدین کے ساتھ نرمی و انکساری سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ اگر ماں باپ کی کوئی بات یا جملہ اچھا نہ لگے اور طبیعت پر گراں گزرے تو اولاد کو چاہئے کہ اس سے درگزر

کریں اور ان کے ساتھ نرمی اور ادب و احترام کا رویہ رکھیں۔

ماں باپ میں ماں کا حق باپ سے زیادہ بتایا گیا ہے۔ لیکن ماں باپ دونوں ہی کی خدمت گزاری اور اطاعت اولاد پر فرض ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں اور باپ میں میرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے؟

آپ نے تین دفعہ ماں ہی کا نام لیا لیکن چوتھی بار ارشاد فرمایا "تیرا باپ" (صحیح بخاری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ اس کی ہر نظر کے بدلے حج مبرور لکھتا ہے۔

لوگوں نے پوچھا چاہے دن میں سو مرتبہ نظر کرے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ ذات رحیم اور عظیم ہے۔

روایات میں آتا ہے اللہ نے موسیٰؑ پر وحی کی اے موسیٰ اپنے والدین کی عزت و تکریم کرو جس نے والدین کی عزت بڑھائی ہم اس کی عمر بڑھائیں گے اور اسے نیک اور صالح اولاد دیں گے اور جو والدین کی نافرمانی کرے گا ہم اس کی عمر گھٹا دیں گے اور اس کو ستانے والی اولاد دیں گے...

معلوم ہوا کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے آج جیسا سلوک ہم اپنے والدین سے کریں گے کل کو ویسا ہی سلوک ہماری اولاد ہم سے کرے گی

نبی کریمؐ نے فرمایا والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا

سرور کائناتؐ نے بوڑھے والدین کی خدمت پر بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی کی تمام صلاحیت اور توانائی اولاد پر صرف کر چکے ہیں۔ اس لیے بڑھاپے میں والدین کا سہارا بننا اولاد کا فرض ہے۔ جب تک والدین حیات رہیں ان کی خدمت کرتے رہیں اور جب وہ وفات پا جائیں تو ان کی مغفرت کی دعا کریں۔

سورۃ لقمان میں ارشاد ہوا "کہ اے انسان تو میرا اور اپنے والدین کا شکر یہ ادا کیا کر"

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے اپنے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دے کر والدین کی اہمیت اور بلند مرتبہ کو واضح کیا ہے۔ پس ہمیں والدین کی خدمت کرنی چاہیئے اور ان کا کہنا ماننا چاہیئے اور ان سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور یہ ہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم دنیا میں ماں باپ کی دعاؤں سے مستفید ہو سکتے ہیں اور آخرت میں بھی فائدہ ہو گا کیونکہ "ماں کے قدموں تلے جنت ہے" اور باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے،

دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں والدین کا حقوق ادا کرنے اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔

آمین!

سایہ شفقت

احساس-----

(اقصیٰ افضل، بی ایس 4th سمسٹر)

آپ کسی بھی اچھے برے احساس کو اس وقت تک محسوس نہیں کر سکتے جب تک آپ خود اس تجربے سے نہ گزر جائیں۔ کسی کی خوشی میں خوش ہونا اور غمی میں غمگین ہونا یہ سب رسمی باتیں ہیں۔ کسی بھی چیز کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ کیفیت آپ کے اپنے اوپر طاری ہوتی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے سایہ شفقت سے محروم لوگ دیکھے، بہت سے بچے جن کے ماں باپ ان سے چھن گئے، انہیں دیکھ کر رونا آتا تھا بہت افسوس ہوتا تھا لیکن اس شدت کو اسی وقت محسوس کیا جب سے یہ کیفیت میرے اپنے اوپر طاری ہوئی۔ جن کے والدین ماشاء اللہ حیات ہیں وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ کیسا احساس ہے بس یوں سمجھ لیجئے کہ اگر ماں باپ میں سے کوئی بھی ایک نہ ہو انسان کی روح تک زخمی ہو جاتی ہے۔ اپنا آپ اس خالی گھر کی مانند لگتا ہے جس کی چار دیواری تو صحیح سلامت کھڑی ہے لیکن چھت کسی طوفاں کی نظر ہو گئی ہے جیسے آپ کسی اندھیری رات میں کھلے میدان میں بے آسرا رہ گئے ہوں جہاں زندگی کی کوئی کرن نظر نہ آتی ہو۔ آپ اپنے بکھرے ہوئے وجود کو سمیٹتے ہوئے بے معنی و مقصد کھڑے ہوں۔ اپنا تو دُور کسی غیر ہی کی مدد کی راہ تک رہے ہوں کہ شاید کوئی اجنبی ہی آئے جس کی آنکھوں میں آپ کے لئے ہمدردی ہو جسے دیکھ کر آپ کو اپنائیت کا احساس ہونے لگے، جسے دیکھ کر آپ کو یہ لگے کہ یہ آپ کو اس اندھیری رات سے نکال سکتا ہے۔ کسی کے رحم و کرم کا احساس جان لیوا ہوتا ہے۔ یہ ایک اتنا عجیب احساس ہے اگر آپ سے کوئی ہمدردی کرے تو بھی رونا آتا ہے کہ ہم پر ایسا وقت کیوں آیا اور اگر کوئی ہمدردی نہ بھی کرے تو بھی آپ خالی خالی نظروں سے اس کی آنکھوں میں ہمدردی ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ کچھ احساسات ایسے ہوتے ہیں جو الفاظ کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتے سایہ شفقت سے محرومی میں ایسا ہی ایک احساس ہے۔ اور ایک اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس احساس کو آپ کو اپنے اندر ہی رکھنا ہوتا ہے اگر آپ سب کو رو کر دکھائیں گے یا خود ناکارہ ہو کر بیٹھ جائیں گے تو یہ دنیا آپ کو روندتی ہوئی آگے بڑھ جائے گی اور رفتہ رفتہ آپ لوگوں کی زندگیوں سے نکل جائیں گے معاشرے کے لئے ناکارہ ہو جائیں گے آج کل کی گہما گہمی میں کسی کے پاس اتنا وقت نہیں کے دوسرے کی روداد سننے۔ ہر کوئی اپنی ہی زندگی میں الجھا ہوا ہے۔ میرا اس میگزین البدر کے توسط سے آپ سب کے لئے یہی پیغام ہے کہ اس دنیا میں سب سے بڑا سرمایہ آپ کے والدین ہیں، جو محبت اور خلوص ان سے ملتا ہے اس کی آپ دنیا میں کسی اور شخص سے امید بھی نہیں کر سکتے خواہ وہ آپ کا کتنا قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے والدین کو ہمیشہ خوش رکھیں اور ان کی قدر کریں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ کے والدین کا سایہ شفقت آپ پر بنا رہے۔ (آمین)

ناکامی آخر کب تک۔۔۔ کب تک سے جب تک

(محمد خبیب ایم اے سال اول)

جامعہ پنجاب کا ابتدائی طالب علم ہونے کی حیثیت سے رقمطراز ہوں۔ میرے الفاظ میں اگرچہ پختگی نہ سہی، لیکن ذوق جنوں ہم بھی رکھتے ہیں

عقل والوں کے نصیب میں کہاں ذوق جنوں

یہ عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

اس کائنات فانی میں کامیابی و ناکامی ظاہری طور پر پھول اور خار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انسان پھول کو راحت و سکون جبکہ کانٹے کو سختی و مصیبت سے تعبیر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص بھی ناکامی کا منہ دیکھنے کو تیار نہیں۔ بعض اوقات انسان شکست کا بار بار سامنے کر کے لاچارگی کی حالت میں میدان کارزار میں ہتھیار پھینکتا ہوا نکلتا ہے۔ اور بے ساختگی کے عالم میں اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:

"آخر کب تک"

تو میرا جواب ہو گا "جب تک"

دیکھئے "کب تک" کا جواب "جب تک" سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟

اسی بات اور عقدہ میں تو "اولوالباب" کیلئے سبق ہے یہی وہ اشارہ تو ہے جس طرح کہا گیا "عقل را اشارہ کافی است"

اشارہ وہ واحد ہتھیار ہے جسے ہر میدان میں استعمال کیا جاسکتا ہے جو پوچھنے والے پوچھیں گے "جب تک" سے کیا مراد ہے آپ کی؟ تو جب تک سے میری مراد ہے "تب تک"، ہاں جب تک آپ اس مقصد کو پانہ لیں، جو تمہارے خوابوں کی تعبیر ہے اس وقت تک وہ کوشش جاری رہنی چاہیئے۔

آرزو صرف مقصد کی ہی کی جاسکتی ہے، تو مقصد تو ہوتا ہی وہ ہے جو خالص ہو، سچا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس سے منہ موڑنا اور دستبردار ہونا آپ کے بس میں نہ ہو۔ ایسے مقصد سے وقتی ناکامی پہ آپ کنارہ کشی کیسے اختیار کر سکتے ہیں۔ تو مقصد کو پانے کی لگن کب تک لگی رہنی چاہیئے جب تک جستجو رہنی چاہیئے جب تک آپ اسے حاصل نہ کر لیں (So simple)۔

اب اس سے اگلی بات جو میں اپنے پیارے پیارے قاریوں پہ چھوڑنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ، وہ اپنے لیے کس طرح کا مقصد منتخب کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر وہ دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ کہ جس کی جستجو اور لگن تمہاری رات کی نیند چھین لے۔ جس طرح فرمایا گیا ہے "من طلب العلیٰ سحر الیالیٰ" جو بلندیوں کو چھونے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ پھر وہ اپنی راتیں کمرے میں اے سی والے

کمرے میں اور سردی کی راتیں گرم رضائی کے پہلو میں سو کر نہیں گزارتے بلکہ جاگ کر گزارتے ہیں۔ کیونکہ اپنے حصول مقصد کی لگن انہیں بے چین رکھتی ہے۔ شاید کے میاں محمد بخش نے اسی کا ذکر کیا ہے:

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے

بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے بھی کہا:

اٹھ فرید استیا تو جھاڑو دے مسیت

توں ستار بجاگد اتیری ڈاڈھے نال پریت

گزارے کا رستہ اپنائے گے، تو گزارے کا رستہ آپ کو اپنالے گا، آپ اپنے مقصد کے لئے کام کریں گے تو آپ کا مقصد آپ کے لئے کام شروع کر دے گا۔ آپ اپنے پلان کو وقت دیں گے تو آپ کا پلان آپ کو وقت دے گا۔ آپ اپنے خوابوں کو تعبیری شکل میں آنے کا ذرا سارستہ دیں گے تو خواب خود بخود آپ کے سامنے روشن تابندہ تعبیر بن کر رونما ہوں گے۔

قانون قدرت

یہ کوئی میرا اصول نہیں بلکہ قدرت کا اصول ہے کہ جس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ اپنا تن، من، دھن، لگا دیتے ہیں، وہ چیز آپ کو ایسی نصیب ہوتی ہے کہ بعض اوقات کو آپ کی پہچان بن جاتی ہے۔ جیسے کرکٹ وسیم اکرم کی پہچان، شاعری فیض احمد فیض کی، گانا نور جہاں کی، غزل غلام علی کی، ٹاک شو حامد میر کی، ایٹم بم عبدالقدیر خان کی، اور پنجابی فلم سلطان راہی کی پہچان بن گئی۔ لیکن کچھ لوگ تو اپنے مقصد سے اتنے مخلص ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنے کام کی پہچان بن جاتے ہیں۔ جیسے قوالی کی شناخت نصرت فتح علی خان سے جڑ گئی، خدمت خلق عبدالستار ایدھی سے، ورلڈ کپ عمران خان سے، شاعری علامہ اقبالؒ سے اور پاکستان کی شناخت قائد اعظم سے جڑ گئی۔

کیا آپ اپنے مقصد کو وہ لگن، وقت اور تڑپ دینے کے لئے تیار ہیں کہ آپ اور آپ کا مقصد ایک دوسرے کی پہچان بن جائیں۔ یہ تو تھی جناب! میری عرض گزاری باقی آپ پہ منحصر کہ زمانہ آپ کو لے کر چلتا ہے یا آپ زمانے کو لیکر چلنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔

اب جس کے جی میں وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

نیرنگِ خیال

اگر ہمارے ادارے میں ڈوریمون آئے تو

(منش حبیب، بی ایس 4th سمسٹر)

میں ایک بات اکثر سوچتی ہوں کہ اگر ہمارے ادارے میں ڈوریمون آئے تو کیا ہوگا۔ تمام طلبہ اس کے پاس ایسے گینٹس لینے کے لیے بھاگیں گیں:

- ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گینٹ دو جس سے ایک منٹ میں اسائنمنٹ بنالوں۔
- ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گینٹ دو جس کی وجہ سے مجھے سرعاصم کی کلاس میں نیند نہ آئے۔
- ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گینٹ دو جس سے مجھے سر عبداللہ کی کلاس میں مزہ ہی آجائے۔
- ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گینٹ دو جس سے ٹیچر آپ کو ڈانٹے نہ بلکہ آپ کو بہت پیار کرے۔
- ڈوریمون کوئی ایسا گینٹ دے دو جس سے سب کو اچھی عربی سمجھ آجائے۔

بنتِ حوا

(زرشہ لطیف، بی ایس 6th سمسٹر)

بنت حوا جس کے بارے میں قرآن میں بھی کہا گیا ہے کہ "عورت پسلی کی ہڈی سے بنائی گئی ہے تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی لیکن سیدھی نہیں ہوگی۔"

عورت کو نازک مزاج پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے جتنا پیار کیا جائے کم ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ غصہ سے اسے سیدھا کر لے تو ناممکن ہے خدا نے اس کی فطرت میں نرمی رکھی ہے۔ اس لیے یہ بہت حساس ہے۔ بنت حوا بہت انمول ہے اس لیے اس کی کمزوری ہے کہ وہ تعریف کرنے والے کو اپنا اور اچھا سمجھ بیٹھتی ہے۔ لیکن اس تعریف کرنے والے کے پیچھے کا چہرہ نہیں دیکھ پاتی۔ اور وہ بھی اس چہرہ سے قائل ہو جاتی ہے اس سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس سے بات کرنے کا دل کرتا ہے۔ اس حوا کی بیٹی کو کون سمجھائے کہ اگر وہ تمہیں اپنی عزت سمجھے تو اس طرح مختلف لوگوں کے سامنے تمہیں لیے لیے نہ پھرے ان کی عزت وہ ماں بہن ہے جو گھر میں ہیں بنت حوا تمہیں تو صرف جال میں پھنسانے کے لیے عزت کا لفظ استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ جب یہ ملنے کا اشتیاق ظاہر کریں تو ان سے کہو کہ اس جگہ اپنی بہن کو بھی ساتھ لیتے آنا تو غیرت جاگ جائے گی۔ اور الفاظ کچھ یہ ہونگے میری بہنیں کبھی ایسی جگہ پر نہیں جاتی تو ان سے کہو کیا میں کسی کی بہن نہیں تمہاری عزت نہیں۔ غیرت کا علم ہو جائے گا پھر۔

تصور حوا کی بیٹی کا نہیں بلکہ آدم کے بیٹے ہی حوا کی بیٹی کا سکون برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کے چہرے صاف، خوبصورت ہوتے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ درندے ہوتے ہیں جو معصومیت کو کھا جاتے ہیں۔ قتل کرتے معصومیت کا مرد بھائی ہو، باپ ہو، شوہر ہو بیٹا ہو ہر روپ میں غیرت صرف گھر کی عزت کے لیے ہے۔ اور بنت حوا ماں ہو بہن ہو بیوی یا بیٹی وہ صبر ہی کرتی ہے۔ کیوں؟؟؟ آخر حوا کی بیٹی ہی کیوں بھائی اگر گھر آ کر کہے کہ مجھے کوئی لڑکی پسند ہے اچھی لگتی ہے تو بہن اس کی خوشی میں خوش ہو جائے گی اگر یہی الفاظ بہن استعمال کریں کہ مجھے کوئی اچھا لگتا ہے تو غیرت کے نام پر قتل کرنے لگیں گے کیوں؟ جو تمہیں اچھی لگی وہ کسی کی بہن نہیں تھی کسی کی غیرت نہیں تھی۔

آخر میں یہی کہوں گی آدم کے بیٹوں اگر گھر کی عزت چاہتے ہو تو دوسروں کے گھر کی عزت کو پار کوں، ہوٹلوں، مارکیٹوں میں رسوائی کا نشان نہ بناؤ بنت حوا سے بھی درخواست ہے کہ عزت بننے کے لیے عزت کا طریقہ اختیار کرو اور بنت حوا کا دوست کبھی آدم کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ حوا کی بیٹی نازک مزاج اور آدم کا بیٹا سخت مزاج ہے۔ تم خود اپنے لیے کچھ نہیں چن سکتے۔ جب تک خدا نہ چاہے خدا نے تمہارا جوڑا بنادیا ہے۔ اس لیے اس کے دیے پر شکر کرو اور اچھے وقت کا انتظار کرو جلدی میں غلط فیصلہ نہ کرو۔

فتح مبین کاراز مستر

(محمد خبیب، ایم اے سال اول)

میری زندگی اگرچہ بہت زیادہ عملی تجربات سے عبارت نہیں میرے الفاظ میں اگرچہ پختگی نہ سہی مگر کچھ کر جانے کا ذوق جنون ہم بھی رکھتے ہیں۔ چونکہ ایک طالب علم کی زندگی میں کامیابیوں اور ناکامیوں کا تسلسل ایک بحر فراں کی طرح جاری و ساری رہتا ہے۔ جب بھی کسی شخص سے سوال کیا جائے جو کسی خاص منزل کا متلاشی ہو۔

ہاں جناب!

کامیاب ہونا چاہتے ہو؟

جواب: جی ہاں

پتہ ہے جناب کامیابی کی قیمت کیا ہے؟

جواب: کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں۔

قیمت چکانے کے لیے تیار ہو؟

جواب: بالکل

تو جناب جانتے ہیں کامیابی کی قیمت اور اس کامیابی کا راز ہے "پختہ عزم"۔

میں بھی آپ کی طرح اپنے خوابوں کی روشن تعبیر کو عملی شکل دینے کی لگن اور جستجو میں محو ہوں تو چلو کسی کامیاب آدمی سے کامیابی کا راز معلوم کرتے ہیں۔

پوچھنے پر معلوم ہوا "کامیابی راتوں رات نہیں ملتی" تو آپ ضرور کہیں گئے یہ کونسی نئی بات ہے؟ تو چلو کسی ناکام شخص کی داستان سنتے ہیں۔

کیا ایک لخت آپ کو ناکامی "ٹرے" میں رکھ کر پیش خدمت کی گئی؟

جواب "ناکامی راتوں رات نہیں ملتی"

ہاں! یہ بات ہضم کرنے میں تکلیف ہو سکتی ہے۔ تو اب جانے راز فتح مبین کا چند سطور بعد۔

ناکامی کا بیج بونا پڑتا ہے۔ اسکی نگہداشت کرنا پڑتی ہے۔ تب جا کر اتنا تانا آور درخت بنتا ہے کہ ہمارے خوابوں کی لاشوں کے لٹکنے کا بوجھ اٹھا سکے۔

اومائی گاڈ!

کبھی سوچائیں نے اور آپ نے کہ اس درخت کی آبیاری کون کرتا ہے؟ آخر کون ایسا دشمن ہے جو ہماری ناکامی کے بیج کی نشوونما میں اتنی دلچسپی لیتا ہے؟ کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ خیر خواہ کون ہے؟ کیا سکت ہے اس بات کو ہضم کرنے کی جو آپ کو بتانے جا رہا ہوں؟ وہ پروین شاہ نے کیا خوب کہا کہ

"بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی"

حیران مت ہوں وہ دراصل "ہم خود" ہیں

تو یہ ناکامیاں جو ہمارا مقدر بنتی ہے۔ یہ راتوں رات کا معرکہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے لئے کئی دنوں، ہفتوں، مہینوں اور کئی سال "انتھک" کوشش کرنا پڑتی ہے۔ تب جا کر ہمارا مقدر بنتی ہیں۔ ہم نے تسلسل سے ان رویوں، عادات، اور افکار کو اپنا معمول بنایا جن کے نتیجے میں ناکامی تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ ہم جس ثابت قدمی سے ناکامی کی عمارت میں ہر روز اپنے حصے کی اینٹ لگاتے ہیں۔ اس کے بعد بھی بھلا یہ عمارت کیوں نہ کھڑی ہوتی تو پتا چلا انسان کی کامیابی کی طرح ناکامی بھی راتوں رات مقدر نہیں بنتی بلکہ اس کی "پلاننگ" بہت پہلے ہو چکی ہوتی ہے۔

ہم خود یہ اپنے ساتھ کیسے کرتے ہیں؟

نیند میں چلنے کی عادت کی وجہ سے؟

ہمیں مزید یہ جان کر تکلیف ہو گی کہ یہ ناکامی کی منزل کو پانے کا چلہ ہم جاگتی آنکھوں کاٹ رہے ہیں اور احساس بھی نہیں۔

آخر کیسے؟ تو سنئے!

۱۔ سب سے پہلے اچھے کی امید چھوڑ دیتے ہیں

۲۔ پھر کچھ کر گزرنے کے خوابوں سے ناطہ توڑ دیتے ہیں۔

۳۔ پھر گزارا کرنا شروع کر دیتے ہیں

۴۔ پھر اپنے مقصد کی تکمیل کی لئے ڈٹ جانا مرنے کے مترادف لگنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ذمہ داری لینا مشکل اور الزام دینا آسان ہو جاتا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"انسان کے ہر عمل کے اندر اس کا انجام بالکل ایسے چھپا ہوتا ہے جیسے بیج میں درخت"

ایسی صورت حال میں خود سے چند سوال کریں تب کامیابی کا راز عیاں ہو گا۔

صبح دوپہر شام آپ جو کچھ کرتے ہیں اس میں آپ کی کامیابی کا راز چھپا ہے یا ناکامی کا؟

آپ کے ڈیلی ایکشن آپ کو اپنے خوابوں کے قریب لے کر جا رہے ہیں یا کوسوں دور؟

کہیں ایسا تو نہیں خود کو کامیاب دیکھنے کا خواب اور آرزو جبکہ آپ کا طریقہ کار عادات و اطوار میں چھپانا کامیابی کا بیج تیزی سے نشوونما پا رہا ہو؟

وقتی سستیوں اور سہل پسندی کے چنگل سے نکلیں اور ہر کام کرنے سے پہلے ضرور سوچیں! کیا یہ کام میرے کل کے روشن مستقبل کے ذمے ہے یا نہیں؟

آخر میں یہ بات یاد رکھیں کہ آج بنیاد ہے کل کے روشن یا تاریک مستقبل کی۔ آج سے پختہ عظیم کریں کے "ڈیلی" ایسے خیالات اور مثبت رویوں کی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ جو مستقبل میں کامیابی کی عمارت کا ایک خوبصورت اینٹ کا درجہ رکھتی ہو۔

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کونسا عقدہ ہے جو وہ ہو نہیں سکتا

سنہرے اقوال

اقوال زریں

(اقصیٰ افضل، بی ایس 4th سمسٹر)

- اگر روزی صرف عقل سے حاصل کی جاتی تو دنیا کے بے وقوف بھوکے مر جاتے
- مصیبت کے وقت گھبراہٹ سے بڑی مصیبت ہے
- کسی سے ملو تو اس طرح ملو کہ وہ دوبارہ آپ سے ملنے کی تمنا کرے
- اپنی تمام امیدیں صرف اللہ سے وابستہ رکھو
- سچائی کی مشعل جہاں بھی دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل برادر کون ہے

اقوال زریں

(اسماء شعیب، ایم اے سال دوم)

- معافی مانگنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم غلط اور دوسرا صحیح ہے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ ہم میں رشتہ نبھانے کی صلاحیت اس سے زیادہ ہے۔
- وقت سب کو ملتا ہے زندگی بدلنے کے لیے، لیکن زندگی دوبارہ نہیں ملتی وقت بدلنے کے لیے۔
- اچھے کے ساتھ اچھے رہو لیکن برے کے لیے برے مت بنو کیونکہ تم پانی سے خون صاف کر سکتے ہو لیکن خون سے خون نہیں
- !!!!
- کسی کو تکلیف مت دو۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے دل کی آہ آپ کی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ نہ بن جائے۔
- انسان بزدل اتنا ہے کہ خوابوں میں بھی ڈر جائے اور بے خوف اتنا ہے کہ جاگتے ہوئے بھی اپنے رب سے نہیں ڈرتا۔
- لاکھوں کو دوست بنانا کوئی بڑی بات نہیں، بڑی بات یہ ہے کہ ایک ایسا دوست بناؤ جو تمہارا اس وقت ساتھ دے جب لاکھوں تمہارے مخالف ہوں۔

انمول موتی

(محمد سلمان شفیق، ایم اے سال اول)

■ مومن کی راحت کہاں ہے؟ فرمایا اگر غفلت ہو گئی ہو تو سجدے میں۔ گناہ ہو گیا ہو تو توبہ میں (حسن بصری)

■ ظلم اور غرور کی سزا دنیا میں ضرور ملتی ہے (حضرت نوح ؑ)

■ آہستہ چلنا اور منزل مقصود پر پہنچنا دوڑنے اور راستے میں رہ جانے سے بہتر ہے (شیخ سعدی)

■ جاہل کی زندگی اور عاقل کی موت پر دنیا ہمیشہ آنسو بہاتی ہے (افلاطون)

■ خیالات کی جنگ میں کتابیں ہتھیار کا کام دیتی ہیں (البیرونی)

■ جس نے محنت کی اس نے دنیا اور آخرت میں فلاح پائی (محمد سلمان شفیق)

کچھ یادیں کچھ باتیں

میم طاہرہ بشارت کے ریٹائرمنٹ کے حوالے سے

(اقصیٰ افضل، 5th سمسٹر)

ایک ایسی خوبصورت شخصیت ہیں کہ جتنا لکھوں اتنا کم ہے۔۔۔۔۔
 شعبہ علوم اسلامیہ کی حسین کہکشاں کا روشن ستارہ لکھوں یا گلشن اسلامیہ کا حسین پھول ہر دلعزیز شخصیت ایک بہت ہی پیاری انسان، ہر
 وقت ہنستی مسکراتی اور پُر امید رہتی خوبصورت اور نفیس عورت تھیں ایک ایسی شخصیت جو آئی چھائی اور چلی گئی آپ ہمیشہ میرے دل
 میں رہیں گیں اللہ رب العزت آپ کی صحت والی زندگی میں مزید خیر و برکتیں عطا فرمائے آمین....!!!
 آخر میں یہی کہوں گی کہ:

اکثر محفل سی جمادیتی ہیں آپ کی یادیں

افقِ نظم و غزل

بیٹیاں

(فروا اعجاز، بی ایس 6th سمسٹر)

ہوس کے بازاروں میں

حوا کی بیٹیاں

بے مول بکتی ہیں۔۔۔

کیا آدم کے کسی نیک بیٹے نے

اپنے جانشینوں کو یہ نہیں بتایا

کہ۔۔۔

بیٹیاں سب کی سا مچھی ہوتی ہیں

غزل

(حمنہ امجد، بی ایس 2nd سمسٹر)

بہاروں کے حسین لمحے بہت چپ چپ سے لگتے ہیں
فسوں جب بھی بکھرتا ہے بہاریں لوٹ جاتی ہیں

محبت پھول ہوتی ہے ناہی بے خار ہوتی ہے
دغابازوں کی محفل میں دیے کچھ بجھ ہی جاتے ہیں

ارادے نیک ہوں تو منزل مل ہی جاتی ہے
وگر نہ نیتوں کے بھیید خدا خوب جانتے ہیں

وہ جسموں کے پجاری تو بس یارا نہ نبھاتے ہیں
مگر جو عشق کرتے ہیں روح کو پا ہی لیتے ہیں

سچے رشتوں کو بنانے میں کچھ وقت لگتا ہے
مگر معمار ادھورا ہو تو کانچ ٹوٹ ہی جاتے ہیں

چوڑیاں اور لڑکیاں

(کرن رحمت ایم اے سال دوم)

ایک جیسی لگتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں
ہنستی ہیں، کھنکتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

نازک انتہائی، جواک ذرا سی ٹھیس سے
ٹوٹ کر بکھرتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

ان کو توڑنے والے جان ہی نہیں پاتے
بکھر کر کب سنبھلتی ہیں چوڑیاں اور لڑکیاں

زندگی کی دھڑکن کو اک ردھم سادیتی ہیں
زیست کو سجاتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

دکھ کو دل میں رکھتی ہیں اور بھول جاتی ہیں
باہر سے چمکتی ہیں، چوڑیاں اور لڑکیاں

میرا باپ کم نہیں میری ماں سے

(محمد سلیمان شفیق، ایم اے سال اول)

عزیز تر مجھے رکھتا ہے وہ رگ و جان سے
یہ بات سچ ہے کہ میرا باپ کم نہیں میری ماں سے
وہ ماں کے کہنے پہ کچھ رعب مجھ پر رکھتا ہے
یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے چومتے جھجھکتا ہے
وہ آشنا میرے ہر کرب سے رہے ہر دم
جو کھل کر رو نہیں پانا مگر سسکتا ہے
جڑی ہے اس کی ہر اک ہاں فقط میری ہاں سے
یہ بات سچ ہے کہ میرا باپ کم نہیں میری ماں سے
پرانا سوٹ پہنتا ہے کم وہ کھاتا ہے
مگر کھلونے میرے سب خریدلاتا ہے
وہ مجھ کو سوئے دیکھتا ہے جی بھر کے
نجانے کیا کیا سوچ کر وہ مسکراتا ہے
میرے بغیر ہیں سب خواب اس کے ویران سے
یہ بات سچ ہے کہ میرا باپ کم نہیں میری ماں سے

(شاعر: طاہر شہید)

حال دنیا

(حافظہ اثناء نعیم، بی ایس 6th سمسٹر)

کیا حال سنائیں دنیا کا
کیا بات بتائیں لوگوں کی

دنیا کے ہزاروں موسم ہیں
لاکھوں ہیں ادائیں لوگوں کی

کچھ لوگ کہانی ہوتے ہیں
دنیا کو سنانے کے قابل

کچھ لوگ نشانی ہوتے ہیں
بس دل میں چھپانے کے قابل

کچھ لوگ خیالوں کے اندر
جذبوں کی روانی ہوتے ہیں

کچھ لوگ کٹھن لمحوں کی طرح
پلکوں پہ گرانی ہوتے ہیں

کچھ لوگ سمندر گہرے ہیں
کچھ لوگ کنارہ ہوتے ہیں

کچھ ڈوبنے والے جانوں کو
تنگوں کا سہرا ہوتے ہیں

کچھ لوگ چٹانوں کا سینہ
کچھ ریت گھروندہ چھوٹا سا

کچھ لوگ مثال ابر رواں
کچھ اونچے درختوں کا سایہ

کچھ لوگ چراغوں کی صورت
راہوں میں اجالا کرتے ہیں

کچھ لوگ اندھیروں کی کالک
چہرے پر اچھالا کرتے ہیں

کچھ لوگ گزرت لمحے ہیں
اک بار گئے تو آتے نہیں

ہم لاکھ بلانا بھی چاہیں
پر چھائیں بھی ان کی پاتے نہیں

کچھ لوگ سفر میں ملتے ہیں
دو گام چلے اور رستے الگ

کچھ لوگ نبھاتے ہیں ایسا
ہوتے ہی نہیں دھڑک سے الگ

کیا حال سنائیں اپنا تمہیں
کیا بات بتائیں جیون کی

اک آنکھ ہماری ہستی ہے
اک آنکھ میں رت ہے ساون کی

ہم کس کی کہانی کا حصہ
ہم کس کی دعا میں شامل ہیں

ہے کون جو رستہ تکتا ہے
ہم کس کی وفا کا حاصل ہیں

کس دامن کا پکڑ کر دامن ہم
اپنی ہی نشانی کو پوچھیں

ہم کھوئے گئے کن راہوں میں
اس بات کو صاحب جانے دیں

کچھ درد سنبھالیں سینے میں
کچھ خواب لٹائے ہیں ہم نے

اک عمر گنوائی ہے اپنی
کچھ لوگ کمائے ہیں ہم نے

دل خرچ کیا ہے لوگوں پر
جان کھوئی ہے غم پایا ہے
اپنا تو یہی سرمایہ ہے

ماں دی ماں

(عشاء کنول، بی ایس 2nd سیمیٹر)

ہوے میرے وس وچ تے میں
 اپنی ماں نو میں اودی ماں دیاں
 جدوں دور ماں تو ماں دی ماں ہوئی
 ہنجوں نکلے سنگ وچ پھسی جان ہوئی
 میں نکلیا ماں نو تے ہو یا انداز
 جیوے جسم چوں نکلی جان ہوئی
 اوہوندی سی ماں پکاندی سی کئی دی روٹی
 ہون تے کئی دی روٹی وی دور ہوئی
 میں اکثر نکلیا خواب چچی اونوں
 دور جا کے وی ماں دے کول ہوئی
 ماں دی ماں اک نعمت اے
 سمجھ آئی جدوں او دور ہوئی

پنجابی نظم

(نمرہ نصیر، ایم اے 3rd سمیسٹر)

بندیاں دی کیہ گل کریندا
اے ظالم جاہل بن بیندھے

جد سوں جاندے تے خواب گلیں لا بیندھے
جد اٹھ جاندے تے خاباں مگرے نس بیندھے

نا آکھ کسے نوں چنگا تے ناہی آکھ توں مندا
چنگا اینہاں داپا لہار اُس اک نوں وی اے چھڈ بیندھے

جد بکھے ہون تے یا اللہ اللہ نئی گدا
جد روٹی ویکھن بسم اللہ ہی بھل بیندھے

آس نہ کوئی لاویں اینہاں دی یاری توں
اپنی یاری کیہ ایہ تاں سُچا یار گنوا بیندھے

لہو اپنا بھانویں مُکا دیون پر میں اپنی نہی چھڈ دے
اینہاں ہو ر کوئی نہ لبھے تہ اپنے بھرا لڑا بیندھے

کر دیاں دعوے رب نال محبت دے لب نہی سُکدے
پر انفاق نہی کر دے دولتاں اپنیاں لکا بیندھے

پُتر ہون بھائیں دس، دھمی نال کر دے نفرت
جھالت دادور مُکا، پردل ہی جاہل بن بیندھے

ایہہ تاں مینا نمر ایہہ اللہ رسول ﷺ دی گل مندے
پر ہر گل مندے، ایتھوں مینوں شک وچ پابیندھے

حسد

(فروا اعجاز، بی ایس 6th سمسٹر)

وہ آگ تھی حسد کی جو تونے
 اپنے دل میں جلا رکھی تھی
 دھیرے دھیرے گیلی لکڑی کی مانند
 تیری روح اس نے سگار کھی تھی
 تونے قطرہ قطرہ یہ زہر مجھ پہ انڈیا لیکن
 تو دیکھتا تو، میں نے اپنی زندگی کیسے بنا رکھی تھی
 تیری نظر کا جادو، تیرے دل کا حسد
 جلا کے خود کو تونے اپنی جنت گنوار کھی تھی
 میرے نصیب کا نہ چھین سکے گا تو
 میرے رب نے میری تقدیر اپنی رحمت سے سجا رکھی تھی

غزل

(بش حبیب، بی ایس 4th سمسٹر)

پاس میرے سب کچھ تھا مگر تمہارے سوا
 اے سکون تم تھے نہیں میرے پاس
 تجھے پالینے کی غرض سے کہاں سے کہاں آگئی میں
 مگر ملا تو مجھے میرے خانہ دل میں
 تب ہوئی تیری پہچان جب کارواں میرا لوٹ گیا
 مگر دیر ہو گئی تجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے
 موت نے مجھے چھو لیا تیرے سے پہلے مجھے
 لے گئی وہ مجھے اپنی آغوش میں
 گور میں جب میری اتارا گیا
 تیری دید کے انتظار میں نینوں کو گھمانے لگی
 رب نے کہا تیرے پاس سکون کیوں نہیں
 میں نے کہا کبھی احساس نہیں ہوا
 اور کہا اپنے خالق سے دے مجھے سکون
 اُس نے کہا یہ دنیا میں مانگنا تھا اب تو وقت گیا
 میں روئی اور چلائی مجھے سکون چاہئے
 یاد کیا ہوتا مجھے تو پالیتی اسے
 اور ہو جاتی حامل نفس مطمئنہ
 اب چکھو عذاب کا مزہ، زندگانی میں تو نے میری نہ مانی
 آج میں تیری نہ مانوں گا، میں سدا اب جلتی ہوں عذاب میں
 یارو پھول کا اک پیغام سکون کو پالو قرآن و ذکر سے

اف یہ لڑکیاں

(حنالطیف، ایم اے سال دوم)

ایسی لڑکی گھر اور معاشرے کا وبال ہے
 نہیں ماں باپ کی عزت کا جسکو خیال ہے
 ہو رہی ہیں آج کل من پسند شادیاں
 ایسی شادیوں کا مگر پینا محال ہے
 ماں باپ کی رضا کا ہمیشہ رکھو خیال
 کی عمر بھر جنہوں نے تمہاری دیکھ بھال ہے
 وہی تمہارا اچھا برا جانتے ہیں سب
 بے شک انہیں تمہاری بھلائی کا خیال ہے
 ادھر کی رہی نہ وہ ادھر کی رہی لڑکی
 کی جس نے چوکھٹ پامال ہے
 گھر سے نکلی تو درندوں کے ہاتھ جا لگی
 یقیناً ایسی لڑکی کا بہت بڑا حال ہے
 محبت کے فریب میں مت آنا لڑکیو!
 یہ تو من چلوں کا بچھایا ہوا حال ہے
 اپنے استاد کی نصیحت کو نہ کم جاننا
 وہ تمہارا خیر خواہ اور نیک خیال ہے

غزل

(نانکھ سرور بی ایس 4th سمسٹر)

بارش کی بوندوں کی ایک شام میں 'مجھے اچھا لگتا ہے
تم میں اور ہوں قرآن کی باتیں مجھے اچھا لگتا ہے

وہ باتوں باتوں تمہارا مجھے جنت دیکھانا اچھا لگتا ہے
میں رستہ کھونہ دوں تمہارا یہ ڈر مجھے اچھا لگتا ہے

کیا خوب وہ انداز تمہارا جو تم نے ہے سیکھا دین سے
مجھے بلانے سمجھانے اور منانے کا مجھے اچھا لگتا ہے

مجھ ناچیز پہ کرم ہوا خدا کا مجھے یہ کرم اچھا لگتا ہے
تم سے میرا یہ حلال رشتہ مجھے یہ اچھا لگتا ہے...

سورہ نور پر نظم تم ایک لڑکی ہو

(سحر شہزادی، بی ایس 6th سمسٹر)

تم ایک لڑکی ہو، ایک مسلمان لڑکی ہو۔
 ایک پاکیزہ، حیا دار لڑکی ہو۔
 اپنے دل کو ہتھیلی پہ لیے نہ پھرو۔
 اپنے خوابوں کو درپچوں میں بند کرو۔
 خود پہ ضبط نفس کی دیواریں لگاؤ۔
 اپنے گرد خودی کا جال بناؤ۔
 دیکھو خاموش قدم آنے والوں کو روک لو۔
 تم کوئی شے نہیں کہ ہر ایک کے لیے کھڑی ہو۔
 یوں سبھی یوں سنوری گھر سے نکلی ہو۔
 کیوں لچک اتنی دی کہ کوئی آگے بڑھے۔
 کیا اپنی قسمت پہ تمہیں اعتبار نہ تھا۔
 کیا خدا کی ذات پہ تمہیں بھروسہ نہ تھا۔
 جان لو پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں ہیں۔
 اور ناپاک مردوں کے لیے ناپاک عورتیں ہیں۔
 سو تم خود کو پاک رکھنا، اس گرد سے خود کو بچا بچا کر رکھنا۔
 تم آج کے شاعروں کے شعروں میں نہ ڈھلو۔
 یوں کے دل ہتھیلی پہ ہی لئے پھرو۔
 خود کو افسانہ نگاروں کے افسانوں میں نہ ڈھونڈو۔
 تم اپنی ذات کی خود سے تعمیر کرو۔
 تم مریم بھی ہو، فاطمہ بھی ہو، عائشہ بھی ہو۔

دیکھو خود کو دنیا کے آگے مثال بناؤ۔
 اس مرد کے معاشرے میں جب بھی نکلے گی۔
 خود کو بڑا ہی بے بس پاؤ گی۔
 یہاں نکل کر اپنی ذات کو الجھانہ دینا۔
 سنو تم صرف اپنے کام سے کام رکھنا۔
 ہاں پڑھنے کو نکلی ہو تو پڑھائی تمہاری منزل ہے۔
 یوں ڈھانپ لو خود کو کہ گندی نظروں سے بچ جاؤ۔
 تمہیں اپنانے کو، دوستی بڑھانے کو کئی ہاتھ بڑھیں گے۔
 تم دھیرے سے اپنا راستہ ہی بدل لو۔
 مرد تمہیں خود سے ہمیشہ نیچا رکھتا ہے۔
 تم یوں ہی اس سے بحث نہ کرو۔
 اس کے پاس بڑائی کے لیے کیا ہے۔
 شائید کے طاقت میں تم سے بڑا ہو۔
 لیکن اگر لڑکی کے لیے، ایک بہن، ایک بیٹی کے لیے۔
 اس کی نظریں پاکیزہ نہیں ہیں، خود پہ ضبط نفس نہیں ہے۔
 دل میں تیرا احترام نہیں ہے، تو وہ تم سے ہرگز بڑا نہیں ہے۔
 وہ ---- وہ یقیناً بہت چھوٹا ہے۔
 وہ بڑا ہوتا ہے، جب وہ ایک لڑکی، ایک بیٹی، ایک بہن کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔
 آج ایسی پاکیزہ نظروں کا محافظ نہیں ملتا۔
 شائید اس لڑکی نے خود کو بے پردہ کر دیا ہے۔
 لیکن یہ تو چند باپردہ کی بھی عزت نہیں کرتے۔
 شائید وہ حسن کو کھلا دیکھنا چاہتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔
 ابھی لڑکیاں اتنی ارزاں نہیں ہوئی۔
 ابھی انہیں ماں باپ کی عزتوں کا پاس ہے۔
 وہ ہر ایک کے لیے سچی سنوری نہیں پھرتی۔

وہ کسی غیر سے بچھی دوستی نہیں رکھتی ۔
وہ چھپ کے ماں باپ سے کسی انجانے پہ اعتبار نہیں کرتی ۔
وہ کسی غیر سے عہد و پیمانہ نہیں باندھتی اور ---
خود کو کسی کے حوالے نہیں کرتی ۔
وہ اپنی عزتوں کی آپ محافظ ہیں ۔
ہاں وہی مریم، وہی فاطمہ، وہی عائشہ ہیں ۔
یہ پاکیزہ ہیں، حیادار ہیں، کیونکہ وہ ایک مسلمان لڑکی ہے ۔
کیونکہ وہ ایک لڑکی ہے ۔
اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں عورتوں کے لیے پسند کی ہیں۔
ایک اپنا حجاب اور دوسرا تخلیق
اور اسی طرح حجاب میں رہنا، عورت تخلیق کرتی ہے، ماں بنتی ہے

غزل

(فروا اعجاز، بی ایس 6th سمسٹر)

ہم زندہ بھی ہیں تو کیا؟
ہم مر بھی جائیں تو کیا؟

ہم صفِ آخر کے وہ نمازی ہیں
جن کے سجدے رہ بھی جائیں تو کیا؟

ہیں دنیا کے کھیل جاری و ساری
ہم جیتی بازی ہار بھی جائیں تو کیا؟

محرومِ تمنا ہیں، حسرتیں لیے بیٹھے ہیں
ہم اگر سفرِ آخر پہ چل بھی جائیں تو کیا؟

ہم کسی گمنام محراب کے چراغ ہیں مہک
ہم بچھ بھی جائیں تو کیا، ہم جل بھی جائیں تو کیا؟

(مہک فروا)

غزل

(محمد خبیب، ایم اے سال اول)

ہم یوسف زماں تھے ابھی کل کی بات ہے
 تم ہم پہ مہرباں تھے ابھی کل کی بات ہے
 وہ دن بھی تھی کہ ہم ہی تمہاری زباں پہ تھے
 موضوعِ داستاں تھے ابھی کل کی بات ہے
 اے کاروانِ انقلاب و گل تم کو یاد ہو
 ہم میر کاروان تھے ابھی کل کی بات ہے
 جن دوستوں کی کمی ہے آج حیات میں
 وہ اپنے درمیاں تھے ابھی کل کی بات ہے
 کچھ حادثوں سے گھبرا گیا محسنِ زمیں پر
 ہم رشکِ آسماں تھے ابھی کل کی بات ہے

کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

(عائدہ عرفان، بی ایس 2nd سمسٹر)

کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے
 اس خاک کے پتلے کو بڑی راس آئی ہے
 ستم گر سمجھا کہ میں نے دل میں آگ لگائی ہے
 ارے ناداں تیرے دم سے تو بہار آئی ہے
 عشق میں پڑ کر غم زندگی منائی ہے
 دنیا فانی تو مجھے راس نہ آئی ہے
 سکون ملتا ہے اسیر خدا میں آ کر
 زندگی جیسے عجب سبق سکھائی ہے
 میں خاک ہو گیا ہوں تیری قید میں راہ کر
 ایک تجلی وصل یار اب تک نہ دکھائی ہے

نم آلود آنکھیں۔۔۔

(فروا اعجاز، بی ایس 6th سمسٹر)

نم آلود آنکھیں، بکھرے بال
ٹوٹا لہجہ، پر شکن لباس تھا

دل میں امید، آنکھوں میں چمک تھی کبھی
اب تو وہ شخص ہر طرح سے بدحواس تھا

زندگی کے پر خار راستے آسان لگتے تھے
جب اس کا وقت اس کو اس تھا

دشت میں سیر اب پھر کرتے تھے اور آج
پیاسے لوٹے جب سمندر پاس تھا۔

ماں

(عائدہ عرفان، بی ایس 2nd سمسٹر)

نہیں کوئی ثانی میری ماں جیسا
 ہے عالم سے پیاری گلابوں کے جیسی
 کروں عشق اس سے تو کرتی رہوں میں
 کروں ختم اپنی میں ساری کہانی
 اسی کے لیے بلند رتبہ بنایا
 جنت کو اس کے قدموں میں سایا
 کروں عمل نیک اور پاؤں میں جنت
 کہ رب ہو گاراضی اور ماں بھی پیاری
 ہمیں تو بنادے ان کی بخشش کا ذریعہ
 میری ماں کو دے وہ بلند مرتبہ
 ہو جائے اگر خطا ان کے بارے میں
 خطاؤں کو تو میرے مولا مٹا دے
 آئے اگر مشکل جو سر پر ہمارے
 بنالے وہ چھاؤں سر پر ہمارے
 میری ماں کو یارب لمبی عمر عطا کر
 صد امیرے سر پر تو ان کو سلامت رکھ

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا

(اقصیٰ افضل، بی ایس سمسٹر چہارم)

مجھے آج بھی اپنا "علوم اسلامیہ" میں آنا یاد ہے
پہلے پہلے روز "میم طاہرہ" کا مسکراتا یاد ہے

وہ ہمارا کلاسز میں لیٹ جانا
اور ٹیچرز کا غصے سے ڈانٹ پلانا یاد ہے

فارغ پریڈ میں وہ اپنا گراؤنڈ میں بیٹھنا اور وہ گارڈ انکل کا سیٹی بجانا یاد ہے

لیکچر بنک کر کے جب کبھی ہم ٹہلتے تھے
"میم شاہدہ" کا راؤنڈ لگانا، اپنا بھاگ جانا یاد ہے

فیفتھ سمسٹر میں آگئی ہوں لیکن آج بھی مجھ کو اس ڈیپارٹمنٹ میں گزرا سب زمانہ یاد ہے

نظم-----آہ جب میں مر جاؤں گی

(کوثر محمد دین، ایم اے سمسٹر دوم)

آہ جب میں مر جاؤں گی

تو کونسا باپ ہو گا میرا جو میرے سر پہ ہاتھ رکھے گا
تو کونسی ماں ہو گی میری جو مجھے آغوش میں لے گی
صرف اک قبر ہو گی میری جس میں میں تنہا ہوں گی

آہ جب میں مر جاؤں گی

تو کونسا بھائی ہو گا میرا جو مجھے بانہوں میں لے گا
تو کونسی بہن ہو گی میری جو میرا ہاتھ تھامے گی
صرف اک قبر ہو گی میری جس میں میں تنہا ہوں گی

آہ جب میں مر جاؤں گی

تو کونسی دوست ہو گی میری جو میرا ساتھ دے گی
تو کونسا استاد ہو گا میرا جو وہاں میرا نامہ اعمال درست کرے گا
صرف اک قبر ہو گی میری جس میں میں تنہا ہوں گی

آہ جب میں مر جاؤں گی

تو کونسا قانون لگے گا وہاں جو میرے حق میں فیصلہ کرے گا
وہاں کون ہو گا میرا اپنا میرے ساتھ؟ کون ہو گا؟ کون ہو گا؟
صرف اک قبر ہو گی میری جس میں میں تنہا ہوں گی
آہ جب میں مر جاؤں گی

ہندو، بکر عید اور کشمیر (نظم)

(فروا اعجاز، بی ایس 6th سمسٹر)

دشمن کے آنسوؤں کو غور سے دیکھ

پھر دیکھ اس کی آنکھوں کو

کیا اس سے بڑھ کر بھی

کوئی دھوکا ہے؟

جو کاٹ رہا ہے انسانوں کو

وہ جانوروں کو روتا ہے
